UNIVERSAL LIBRARY

OU_222769

UNIVERSAL LIBRARY

222769

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

مجموعہ نظم و نثر اردو و فارسی در مدح ہمایوں اعلیحضرت قدر

قدرت ظل سبحانی حضور پرنور بندگانعالی متعالی سلطان دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

یہ ہے گلہائے مدح ظل سبحانی کا گلدستہ

ریاحین ریاض وصف سلطانی کا گلدستہ

باغ تہنیت

۱۳۳۳

نیابت خاندان آصفیہ کرناٹک کی خوشی میں

حضور آصف سابع نے یہ عزت بخشی ہے

گزرانیدہ فدوی عقیدت گستر ابو الفصاحت محمد منور خان گوہر

نائب خاندان کرناٹک مصنف مخزن سعادت و گوہر ابدار

مطبوعہ نظام دکن پریس واقع بازار رحیمی بیتال

مجموعۂ نظم و نثر اردو و فارسی در مدح ہمایوں اعلیحضرت قدر قدرت ظل سبحانی حضور پرنور بندگانعالی متعالی سلطان دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ

یہ ہے گلہائے مدحِ ظلِ سبحانی کا گلدستہ
ریاحینِ ریاضِ وصفِ سلطانی کا گلدستہ

باغِ رنگین

سنہ ۱۳۲۳ ہجری

نیابت خاندانِ ملکِ کرناٹک کی بخشی ہے
حضورِ آصفِ سابع نے یہ عزت مجھے دی ہے

گزرانیدۂ فدوی عقیدت گستر ابو الفصاحت محمد منور خاں گوہرؔ
نائب خاندانِ کرناٹک و مصنف مخزنِ سعادت و گوہر ابدار

مطبوعہ نظام دکن پریس واقع بازار عیسیٰ میاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باغِ حمد و نعت کا گوہر جو گلچیں ہو گیا ٭ اوسکا گلزارِ سخن بھی باغ ہے جنت نما

ہو درود کبریا نازل شہِ لولاک پر ٭ رحمتِ حق آل و اصحابِ رسول پر

معزز ناظرین ما اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنا کلام آپکی خدمات میں پیش کرنے سے پہلے چند ضروری باتیں عرض کیا چاہتا ہوں۔

خدائے کریم عمّ نوالہ کا شکر ہے کہ میں شہر مدراس کے ایک نہایت معزز خاندان یعنے خاندان کرناٹک کا ممبر ہوں جسکے مورث اعلیٰ نواب سراج الملک حاجی محمد انور الدین خان شہید شہامت جنگ اور آپکے فرزند نواب محمد علی خاں والاجاہ یکے بعد دیگرے فرمانروایان کرناٹک تھے نواب اول میرے دادا کے پڑنانا اور نانا کے پڑدادا تھے اور نواب ثانی میری دادی کے حقیقی نانا اور میری نانی کے دادا (نواب عظیم الدولہ) کے جد بلا واسطہ تھے۔ نواب عظیم الدولہ کے انتقال کے بعد آپ کے خلف اکبر یعنے میری والدہ کے نانا نواب اعظم جاہ اور بعد ازاں آپکے فرزند نواب غلام محمد غوث خاں نواب کرناٹک بنے۔ میری دادی کی والدہ محمد زماں خاں حیدر برادر نواب منیر الملک دیوان حیدرآباد دکن (داماد میر عالم بہادر) کی نواسی تھیں۔ محمد زماں خاں حیدر کے نانا نواب دوست علی خاں (برادر زادہ نواب سعادت اللہ خاں) ماموں نواب صفدر علیخاں شہید اور میرے بھائی

نواب سعید محمد خاں زمانۂ سابق میں نوابان کرناٹک تھے۔
میرے والد حضرت مولوی محمد عبد الغنی خاں بہادر مغفور المتخلص بہ امیر کیا بلحاظ شرافت ونجابت کیا بحیثیت علم وفضل کیا باعتبار محاسن اخلاق اور کیا بنظر خدمات قومی وملکی خاندان کرناٹک میں منتخب فرد تھے۔ پندرہ برس کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہوگئے تھے اور ایک مثنوی زلیخا سے جامی کے جواب میں لکھی تھی اٹھارہ برس کی عمر میں آپ نے صنعت عاطلہ میں متعدد عربی قصیدے لکھے اور ایک قصیدۂ نعتیہ کی شرح میں ایک کتاب بنام انوار عظیم (تاریخی نام) شایع ہوئی۔ اس کتاب پر شہر مدراس بنگالہ اور دوسرے اضلاع کے چالیس معتبر اور جلیل القدر علماء نے تقریظیں لکھی ہیں۔ گورنروں اور ممبران کونسل کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی شرافت اور خصوصیات علمی واخلاقی وخدمات قومی وغیرہ کی گورنمنٹ میں کسقدر قدر کیجاتی تھی۔ آپ مدراس یونیورسٹی کے فلو میونسپل کمشنر اور مختلف انجمنوں کے صدر نائب صدر اور سکرٹری تھے۔ افسوس ہے کہ سینتالیس برس کی عمر میں آپنے رحلت فرمائی۔ آپکے قومی کارنامے بالتفصیل بیان کرنے کے لئے ایک الگ دفتر درکار ہے۔ میں نے حضرت ممدوح کی سوانح عمری بنام "مختصر حالات امیر" لکھی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب شائع ہوگی۔

میری شادی ہز ہائنس نواب ظہیر الدولہ بہادر دوم پرنس آف آرکاٹ کی نواسی سے ہوئی ہے۔ نواب صاحب موصوف کو جی۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب تھا اور وہ پندرہ توپوں کی اعزازی سلامی سے بھی ممتاز تھے۔ گورنران مدراس اور ویسرایان ہند کی بیویاں میری خوشدامن صاحبہ کے ہاں ملاقات بازدید کے لئے آیا کرتی تھیں۔

فضل حقیقی جلشانہ کے فضل سے میں نے اپنی عمر کا بھاری حصہ علمی مشاغل اور تحصیل السنۂ مختلفہ میں صرف کیا ہے۔ انگریزی میں ترجمۂ اعلیٰ (ٹرانسلیشن ہائر) کے امتحان میں بدرجۂ اول کامیابی حاصل کی ہے۔

فی الحال فارسی اور اردو میں میری متعدد تصانیف موجود ہیں جس میں صرف دو کتابیں

یعنی "مخزن سعادت" (مجموعۂ نعت و منقبت فارسی) اور "گوہر آبدار" (دیوان اردو) طبع ہوکر اہل علم کی خدمات میں ہدیتاً روانہ ہوئیں۔ جوہر شناسان سخن نے گوہر ہیچمیرز کی بیحد قدر افزائی فرمائی جسکی بہت سی تحریری اسناد موجود ہیں۔ انگریزی میں بھی ایک رسالہ طبع ہوچکا ہے جو سر آرتھر ہاولاک سابق گورنر مدراس کی سوانح حکومت پر مشتمل ہے۔

فن شاعری میں مجھے دھلی کے دو مشہور استادوں یعنی حضرت فصیح الملک داغ دھلوی اور حضرت استاد ظہیر دھلوی سے تلمذ رہا۔

دو سال کے آگے ارکین خاندان کرناٹک نے مجھے حیدرآباد میں اپنا نائب مقرر کیا اور اعلیحضرت قدر قدرت خداوند نعمت نوشیروان معدلت دارا شوکت سکندر صولت سلیمان حشمت ظل سبحانی بندگانعالی متعالی حضور عظمت معمور امیر المومنین ہند و دکن ہز ہائنس نظام الدولہ نظام الملک **نواب میر عثمان علیخان بہادر فتح جنگ** جی۔سی۔ایس۔آئی آصف جاہ سابع سلطان دکن خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و سلطنتہ نے براہ مراحم خسروانہ و نوازشات شاہانہ اس نیابت کو شرف قبول بخشا۔ اس نیابت کے متعلق حضور پرنس آف آرکاٹ عالیجناب معلی القاب ہز ہائنس نواب سر غلام محمد علیخاں بہادر عظیم جاہ کے۔سی۔آئی۔ای دام اقبالہ وضاعف اجلالہ کے انگریزی خط کا ترجمہ (اس خط کی صحیح نقل اس رسالہ کے آخر میں منسلک ہے) اور مخبر دکن مدراس مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۱۳ء کی رائے ذیل میں مرقوم ہے:۔

ترجمۂ خط مذکور – ۷ جون ۱۹۱۳ء "ہز ہائنس نواب اعظم جاہ نواب دوم کرناٹک کے پڑنواسے مولوی محمد منور صاحب بہادر **گوھر** کو ان کی قابلیت اور کیارکٹر کے باعث مدراس کی کرناٹک فیملی نے اپنی جانب سے ہز ہائنس اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ تعالیٰ ملکہ کے دار الخلافت اور دربار میں نیابت کرنے کے لئے مقرر کیا ہے"

"میں حضور پرنس آف آرکاٹ کیطرف سے اس بات کا اظہار کرنے کیلئے مامور ہوا ہوں کہ آپ اس انتخاب کی بیحد قدر کرتے ہیں اور اسکو وضع الشی فی محلہ کا مصداق سمجھتے ہیں

آپ صاحب موصوف کی ہر قسم کی کامیابی کے خواہاں ہیں"۔

حسب الحکم (دستخط) اعظم حسین خاں۔ پرایویٹ سکرٹری پرنس آف ارکاٹ

مخبر دکن مدراس مورخہ ۱۶ ار جولائی ۱۹۱۳ء۔ نائب خاندان کرناٹک کی منظوری

مدراس میں شاہی خاندان کرناٹک ایک تاریخی طبقہ ہے اور اوسکے معزز ارکین نے ۵ مئی ایک عرضداشت سرکار عالی میں پیش کی تھی کہ انکی جانب سے بلدۂ حیدر آباد میں نواب محمد منور رضا صاحب گوھرؔ کو نائب مقرر کیا جائے۔ ہمیں نہایت مسرت کیساتھ اطلاع ملی ہے کہ سرکار عالی نے بذریعۂ مراسلہ نشان (۱۱۴۳۴) بدستخط نواب فریدوں جنگ بہادر اس تقرر کی منظوری کا حکم صادر فرمایا ہے۔ نواب صاحب موصوف کو ہم مبارکباد دیتے ہیں ہم یقین کرتے ہیں کہ حیدر آباد کی علمی سوسائٹی میں وہ ایک دلچسپ اضافہ ثابت ہونگے۔ نواب گوھرؔ صاحب کی طبیعت میں شاعر کا ذوق سلیم فطرتی ہے اور اونکا وجدان فکر حقیقی عنصر ہے۔ وہ ایک حاضر طبع شاعر ہونے کے علاوہ بہت اچھے نثار بھی ہیں"۔

مدراس میں بہت سی علمی اور مذہبی انجمنوں کیساتھ تعلق تھا خصوصًا "اردو سوسائٹی" کے وہ نائب صدر بھی تھے اور اس ممتاز حیثیت میں اُنھوں نے زبان اُردو کی اعلیٰ خدمات انجام دی تھیں۔ انکا ایک دیوان طبع ہو چکا ہے اور اب بھی متفرق اشعار متفرق رسالوں میں شائع ہو رہے ہیں۔ نواب صاحب کو فارسی کا بھی مذاق ہے اور اونکی چند نظمیں حال ہی میں ہمنے شائع کی تھیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس منصب کے موزوں ثابت ہونگے"۔

پیارے ناظرین! حضرت اقدس و اعلیٰ کی تخت نشینی کے زمانہ سے ابتک میں نے مختلف فارسی اور اردو نظمیں عرض کی ہیں اور نثر میں بھی ایک رسالہ بزبان فارسی لکھا ہے۔ اب تمام نظم و نثر کو ایک جا فراہم کر کے اوسکو بنام گوھرؔ عثمانی حصۂ اول موسوم کیا ہے اور اوسکا تاریخی نام "باغ رنگین" رکھا ہے۔ اس مجموعہ کو بتقریب سالگرہ ہمایوں بارگاہ خسروی میں نہایت ادب کے ساتھ نذر گزراننے کا افتخار حاصل کرتا ہوں ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

حضرات! آپ جانتے ہیں کہ ریاست حیدرآباد فرخندہ بنیاد ایک ایسی عظیم الشان اسلامی ریاست ہے کہ جسکی نظیر ہندوستان بھر میں نظر نہیں آتی۔ اسکے علاوہ یہاں کے سلاطین کی عدیم المثال فیاضی اور نامحدود رحمدلی ہنرپروری اور قدرشناسی کی تمام عالم میں شہرت ہے یہی سبب ہے کہ حیدرآباد زمانۂ دراز سے مختلف بلاد ہند کے مسلمانوں کا مرکز امید اور مدار کامیابی ہے اور ہزاروں اہل اسلام اس سرکار کے فیض یافتہ اور نمکخوار ہیں۔ مجھ پر بھی اس سرکار ابد قرار کے وہ احسانات ہیں کہ جنکے شکریہ میں میری زبان قاصر ہے۔ ذیل کے چند واقعات سے اس دعوے کی تصدیق ہوتی ہے:۔

(۱) میرے مورث اعلیٰ نواب شہامت جنگ حاجی محمد انورالدین خاں شہید حضرت آصف جاہ اول انار اللہ تعالیٰ برہانہ کے ہمراہ دہلی سے حیدرآباد آئے اسکے بعد چند سال فرمانروائے کرناٹک رہے اور آخر میں جام شہادت نوش کیا۔ حضرت آصف جاہ آپکی وفاداری اور دوسری خصوصیتوں کی بہت قدر کرتے تھے جسکا تاریخی ثبوت موجود ہے۔ آپکے مختصر حالات دبدبۂ آصفی مورخہ ۶ ہر ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ میں مندرج ہیں۔ حیدرآباد میں بمقام آصف نگر آپکا مقبرہ موجود ہے۔

(۲) ۱۲۷۷ھ میں سرکار آصفیہ نے میرے نانا کے حقیقی دادا انوارالدولہ انوارالدین علیخاں بہادر افراسیاب جنگ کو (جو نواب انورالدین خاں شہید کے معزز اور شریف پوتے تھے) باغات اور عمارات مملوکہ نواب صاحب موصوف واقع دبیرپورہ جو سرکار میں ضبط ہوگئے تھے دوبارہ مرحمت فرمائے۔ فرمان شاہی کی نقل حسب ذیل ہے:۔

نائبان نظامت و دیوانی و کوتوالی و کرڑور و داروغۂ باغات و منازل نزول وغیرہ حکام و متصدیان حال و استقبال بلدۂ فرخندہ بنیاد بدانند حویلی ہا و باغات وغیرہ املاک انورالدین خاں مرحوم واقع محلۂ دبیرپورہ بلدۂ مذکور راکہ در ضبط سرکار بود در ینولا بمقتضائے

عاطفت بشہامت پناہ انوار الدولہ انور الدین علیخاں بہادر افراسیاب جنگ نبیرہ خانِ مرحوم مرحمت فرمودہ شد باید کہ خان مذکور را و فرزندان مشارٌ الیہ را مالک و وارث بالتحقیق دانستہ بہیچ وجہ مزاحم از منازل حویلی ہا و باغات وغیرہ نشدہ بتصرف ممکن خانِ مذکور واگزارند۔ دریں باب تاکید اکید شناسند۔ سوم جمادی الاول ۱۱۷۴ھ قلمی شد۔

(۳) میری دادی کے ناناہاں کے اکثر رشتہ دار یعنے نواب منیر الملک وزیر دکن کے خاندان کے افراد اس ریاست میں ہمیشہ معزز و محترم اور برسرِ حکومت رہے ہیں۔

(۴) ۱۳۲۳ھ میں بتقریب جوبلی میں نے اعلیحضرت غفران مکاں کے حضور میں نذر پیش کرنے اور قصیدہ پڑھنے کا فخر حاصل کیا تھا۔

(۵) آج کل میں بحیثیت نائب خاندان کرناٹک بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہم العالی کے زیر سایۂ عاطفت سکونت گزیں اور حضرت اقدس و اعلیٰ کی مدح سرائی اور دعائے دولت و اقبال میں مصروف ہوں اور مجھے پیشگاہ خداوندی سے متعدد عطیات مرحمت ہوے ہیں۔

اب میں طول کلامی کی معافی مانگتا ہوں اور اس شعر پر دیباچہ کو ختم کرتا ہوں ؎

ہوش گر بخطاے رسی وطعنہ مزن
کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

حیدرآباد دکن

۱۷ ماہ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ

الملتمس
اضعف العباد اللہ الاکبر محمد منور خاں گوھر

قصیدہ اول اردو

٣٠ — ١

ہوا پھر عالم افروز آفتاب فضل یزدانی
دکھایا صبح عشرت نے پھر اپنا روئے نورانی

دیا ہر گل کو زر ہر نخل کو خلعت ہرا بخشا
بہار اب کر رہی ہے گلشن عالم میں سلطانی

بہار آئی یہ مژدہ باغباں دیتا ہے گلچیں کو
چمن میں آج اک اک شاخ ہے محو گل افشانی

بہار دلفریبی جلوہ گر ہے خندۂ گل سے
عیاں ہے نغمۂ بلبل سے انداز غزلخوانی

دکھاتا ہے بہار اپنے قد رعنا کی تن تنکر
ہوی ہے سرو کو قمری کا دل لینے میں آسانی

کوئی مست ترنم ہے کوئی محو تبسم ہے
بہار بلغ ہے اب غنچہ و بلبل کی دیوانی

غنی و مفلس و ملا و جاہل سب ہیں متوالے
می عشرت کی ہے خمخانۂ عالم میں ارزانی

نسیم صبحدم نے تازگی ہر پھول کو بخشی
بھرا ابر کرم نے ہر شجر کی جڑ میں اب پانی

کیا ہے کشتئ درد و الم کو غرق اک دم میں
ہوی ہے قلزم عیش و طرب میں ایسی طغیانی

دکن کے شاہ کی مسند نشینی رنگ لائی ہے
بہار عیش کی باغ جہاں میں ہے گل افشانی

تصدق حیدرؓ و عثمانؓ کا اب عثماں علیخاں کو
عطا کی حیدرآباد دکن کی حق نے سلطانی

کرے ورد زباں نام اس عزیز الخلق سلطاں کا
جسے منظور ہو دل میں خلایق کے جگہ پانی

سناتا ہوں نیا مطلع سنوں گا مرحبا اوس سے
کہ جسکے دل کے آئینے میں ہو عکس سخندانی

مطلع

سکندر کو بھی شکلِ آئینہ ہے اس سے حیرانی
وہ آئینہ سکندر جاہ تجسم کی ہے پیشانی

عجب کیا ہو اگر طالب ہما حضرت کے سایہ کا
کہ وہ ادنیٰ سا طائر ذاتِ اقدس ظلِّ سبحانی

خدا رکھے تمھارے گوہرِ فطرت کا کیا کہنا
بھرے ہیں اس میں لاکھوں جوہرِ اخلاقِ انسانی

حسینانِ جہاں اس حسنِ صورت پر تصدق ہیں
ہوا پر تو فگن شاید فروغِ ماہِ کنعانی

شہا تہذیب و علمِ مغرب و مشرق میں یکتا ہو
دکن پنجاب لندن ایشیا یورپ کا ہو ثانی

سیادت نے بھی عزت دی ریاست نے بھی دولت دی
ملی عقبیٰ کی سرداری ملی دنیا کی سلطانی

رخ و عارض کے جلوہ ہی سے نامِ حسن روشن تھا
ہوی نورٌ علیٰ نور اس پہ یہ پر نور پیشانی

بشارت دے رہی ہے دورِ دارا و سکندر کی
تری رسمِ جہانداری تری طرزِ جہانبانی

تری دریا دلی کی مدح نے یہ آبرو دی ہے
کہ اک اک شعر میں گوہر نے کی ہے گوہر افشانی

وہ ہے تابع تمھارا اور تم کو ظلم سے نفرت
یقین ہے اب کرے گا آسمان ترکِ ستم رانی

تری حکمت کو افلاطون کی حکمت سے نہیں نسبت
کہ ہے یہ نور وہ ظلمت یہ دانائی وہ نادانی

اُٹھا دستِ دعا گوہر کہ اُدعونی ہے قرآں میں
ملے گا مدعا لاتقنطوا ہے حکمِ ربانی

طفیلِ کوکبِ حلم و حیا عثمانِؓ ذی النورین
رہے روشن الٰہی اخترِ اقبالِ عثمانی

تصدق پنجتنؑ کا آصفِ ہفتم رہے برسوں
سریر آرائے دولت زیب بخشِ تختِ سلطانی

کریں اونکی حمایت دو جہاں میں اولیاء اللہ
رہیں اونکے معاون غوثِؒ اعظم شاہِ جیلانی

خوش و خرم رہیں دارین میں شاہ و شہزادے
عطا ہو سب کو عمرِ نوحؑ و اقبالِ سلیمانی

سخاوت میں شجاعت میں سیاست میں عدالت میں
جہاں میں حشر تک ضرب المثل ہو عہدِ عثمانی

۲۱	قصیدہ دُوُم اُردو	۲
	مدح شاہِ عثماں کامراں ۱۳ ھ ۳۱	

نظر میں کھب گئی مستی کسی کی چشم شہلا کی
نہیں ممکن رہے دل میں ہوس اب جام صہبا کی

اُسی رشک چمن گل پیرہن کا مجھکو دھیان آیا
بہارِ گل تماشائی ہے جسکے روئے زیبا کی

خرامِ ناز پر اوس سرو قد کے دل سے قرباں ہوں
قیامت پر قیامت ہر قدم پر جس نے برپا کی

ہزاروں دل لئے جسکی نگاہِ عشوہ پرور نے
ادائیں یاد آتی ہیں مجھے اوس شوخِ رعنا کی

لب جاں بخش پر اوس دلربا کے مر رہا ہوں میں
ہوی پھر دھوم جسکے دم سے اعجازِ مسیحا کی

زمیں سے تا فلک روشن کیا ہے جسکے جلوہ نے
محبت کر گئی ہے دل میں گھر اوس ماہ سیما کی

عجب کیا اوس پری پیکر کی صورت ہو اگر دلکش
یہ ہے تصویر اخلاقِ حمیدہ شاہِ والا کی

شہِ ملکِ دکن عثماں علیخاں آصفِ ہفتم
کہ جسکی ذات سے ہے آبرو اخلاق حسنیٰ کی

تمہارے گوش سنا دو مدح حاضر میں نیا مطلع
تصدق آبرو جس پر ہو سلکِ دُرِ یکتا کی

مطلع

گہرباری نکیوں ضرب المثل ہو دست والا کی
کہ ہو اس گوہر افشانی سے ہمت پست دریا کی

تری رفعت تری شوکت کے ہم ہیں دیکھنے والے
سنے کون اب کہانی حشمتِ جمشید و دارا کی

عدالت پر ترا احسان ہے اے دادگرِ سلطاں
ہوی بنیاد مستحکم جہاں میں عدل کسریٰ کی

طلب سے عار ہے بے مانگے تو دیتا ہے لاکھوں کو
نہ کیوں مشہورِ عالم ہو سخاوت ایسے داتا کی

ترے عہدِ ریاست کی سعادت روز افزوں ہے
ترقی پر ترقی ہو رہی ہے ساری دنیا کی

خدا نے آپ کو تمغہ دیا ہر دلعزیزی کا
ثنا خواں رات دن ہے ہر بشر کوئی نہیں تنہا کی

مسلماں کیوں نہ تجھکو ناصرِ ملت کہیں شاہا
تجھے منظور ہے ہر دم حمایت دینِ غرّا کی

رعیت پروری نازاں نہ کیوں ہو ذاتِ اقدس پر
ہمیشہ کوششیں ہوتی ہیں بہبودِ رعایا کی

اُٹھا دستِ دعا گوہرؔ نہیں تاخیر کا موقع
اجابت انجمن آرا ہے اس بزمِ طرب زا کی

رہے تاباں تمھارا کوکبِ اقبال عالم میں
فلک پر روشنی جب تک رہے عقدِ ثریا کی

ثمر بخشِ جہاں جب تک نہالِ باغِ مقصد ہو
بہار افزا ہو سرسبزی ترے نخلِ تمنا کی

مئی دولت سے ساغر آپ کا خالی نہو ہرگز
خراباتی منائیں خیر جب تک جامِ صہبا کی

۳ قصیدہ سوم اردو ۴۵

میں نے دیکھے خواب میں دو قصرِ دلکش پربہار
تھے فروغِ عیش سے دونوں برابر نوربار

دونوں آرایش میں یکتا دونوں زیبایش میں طاق
دلفریبی اوس پہ قرباں دلکشی اس پر نثار

حسن میں بے مثل ہر ایوانِ رشکِ بوستاں
قدرتِ حق تھی نمایاں صنعتِ حق آشکار

شمعِ کافوری تھی روشن جس طرف دیکھا وہاں
روشنی بجلی کی تھی ہر جا کنول سے تھے بیشمار

سامنے ہر قصرِ عالیشان کے صحنِ پر فضا
صحن میں گلزار جس میں لالہ و گل کی بہار

ہر روش پر اک چمن ہر جا طرب کی انجمن
جشنِ جم اس پر فدا باغِ ارم اس پر نثار

مطربانِ خوش گلو کی نغمہ سنجی جابجا
مہ وشانِ خوبرو کی ہر طرف دلکش بہار

بزمِ عشرت کی مچی وہ دھوم وہ ڈنکے بجے
وجد میں آتی تھی زہرہ آسماں پر بار بار

بادہ نوشی کا مہیا ہر طرف سامان تھا
جھومتی تھی نشہ میں گلشن کی ہر اک شاخسار

بے پئے رندوں کو دیکھے ہی سے آتا تھا سرور
تھی مئی گلرنگ ہر شیشہ میں کیسی آبدار

عشرت افزا غم ربا ہیں شاد جس سے جانِ دل
وہ مئی گلگوں وہ سیرِ گل وہ ساقیِ گلعذار

باغ میں گل کھل رہے تھے عطر بیزی بزم میں
انجمن مثلِ چمن تھی عنبر افشاں مشکبار

میں ہوا حیراں جو دیکھا یہ مسرت کا سماں
پوچھا لوگوں سے کہ کیوں ہے آج سامانِ بہار

بولے وہ۔ سب مرد و زن مست شراب عیش ہیں
ایک تو ہی بے خبر ہے ایک تو ہی ہوشیار

تو نے دیکھے ہیں جو دو قصر فلک رفعت یہاں
زیب و آرایش ہے جنکی انتخاب روزگار

آج ان دونوں میں دو جشن طرب ہیں جلوہ گر
جشن ایسے آسماں نے بھی نہ دیکھے زینہار

خسرو ملک دکن کے اور اک بیٹا ہوا
جشن اوسکی تہنیت کا ہے بفضل کردگارؑ

شاہ کے شہزادۂ ثانی کی بسم اللہؑ ہے
جشن ہے یہ دوسرا برسوں رہیگا یادگار

چونک اٹھا جب سنا یہ مژدہ میں نے ناگہاں
خوش ہوا یہ مدح گو یہ مدح خوان یہ جان نثار

اک نیا مطلع کہا جو ہے منور مہر ساں
جسکا ہر مصرع ہے مثل سلک گوہر آبدار

مطلع

آپ کے قدموں پہ اے عالی گہر والا تبار
تہنیت کے گوہر شہوار کرتا ہوں نثار

ہو مبارک ہو ہمایوں آج کا دن آپ کو
یہ خوشی یہ عیش کے جلسے یہ جشن پر بہار

ہو یہ تو مولود شہزادہ خداؑ کے فضل سے
لطف سے حضرت تقیؑ حضرت علیؑ کے کامگار

نامور شہزادہ جسکی تسمیہ خوانی ہوئی
نام سے جسکے شجاعت ہے علیؑ کی آشکار

اسکو یزداںؑ شہسوار عرصۂ دولت کرے
ہو بہادر شیر دل بہر شہ دلدلؑ سوار

مدح میں سرکار کی اک اور مطلع عرض ہے
اے نظام الملک اے عثمان علیخاں تاجدار

مطلع

جسم ہے شہر دکن تو جان ہے اے شہریار
یہ چمن شاداب ہے تو اس چمن کی ہے بہار

تیر زن گو سیکڑوں ہیں تم سا صید افگن کہاں
اک اشارہ ہی میں کر لیتے ہو لاکھوں دل شکار

آصفی گلشن ریاض سلطنت باغ دکن
تیرے قدموں سے بڑھی ہو ہر گلستاں کی بہار

رستم دوراں کہا کرتے ہیں سب دنیا کے لوگ
آپ میدان شجاعت کے ہیں ایسے شہسوار

جوہر مردانگی اوس تیغ کے قبضہ میں ہے — تیرے قبضہ میں ہے شاہا ایسی تیغِ آبدار

ہی خجل اس سے چمن شرمندہ ہی اس سی ختن — نافہ خُلقِ حسن ہے غیرتِ مشکِ تتار

رنگ لائے آپ کے رخسارِ رنگیں باغ میں — خارِ حسرت سے ہوا گل کا گریباں تارتار

رات دن تیرے عدو کی پائمالی کے لئے — کر رہا ہے شوخیاں یہ ابلقِ لیل و نہار

یہ عنایت یہ عقیدت دونوں ہیں ضرب المثل — تو رعایا کا ہے یاور وہ ہے تیری جاں نثار

اک ہوا تیرے نسیم لطف کی بادِ سحر — ایک قطرہ تیرے بحرِ فیض کا ابرِ بہار

ہی خوشی خنداں کہ سب دلشاد ہیں خوشحال ہیں — غم ہوا نالاں کہ اب میں ہوگیا ہوں دلفگار

اسکی بارش عارضی اوسکی نوازش ہر گھڑی — ابرِ نیساں دستِ فیضاں سی نہ کیوں ہو شرمسار

سب جہاں دربارِ فیض آثار سے ہے بہرہ ور — ناامید اس در سے پھرتا ہے نہیں امیدوار

ہی کرم پر لطف تیرا فیض پر تیرا اکرم — تجھ سے بخشش کو شرف ہمت کو تجھسے افتخار

دعا کرتا ہی گوہر صدق سے اخلاص سے — اے مرے ربؐ اے مرے خالق مرے پروردگار

یہ زمیں جب تک رہے یہ آسماں جب تک رہے — ہو زمیں والوں پہ لطفِ خسروِ گردوں وقار

یہ شہِ ذیشاں رہے جب تک زمیں پر حکمراں — تابعِ فرماں رہیں ہفت آسماں لیل و نہار

اوسکے قدموں سے ملے رفعت زمیں کو چرخ کی — اوسکی شانِ برتری سے ہو فلک بھی شرمسار

اوسکے بدخواہوں کو مٹی میں ملائے آسماں — سربلندی سرفرازی پائیں اوسکے جاں نثار

۴ قصیدہ چہارم اردو ۴۵

میں بھی ہوں میکدۂ عشق کے سرشاروں میں — کیف یہ کب ہی خرابات کے میخواروں میں

یہ وہ مے ہے جسے صوفی بھی پیا کرتے ہیں — ہی گنہ عشق تو میں بھی ہوں گنہگاروں میں

راتدن بیخود و مدہوش رہا کرتا ہوں — میں وہ غافل ہوں گنا جاتا ہوں ہشیاروں میں

محفلِ مہر و محبت ہے منور ہم سے — نام روشن ہے ہمارا بھی وفاداروں میں

دم جو بھرتے ہیں زمانے میں مسیحائی کا
وہ بھی اوس رشکِ مسیحا کے ہیں بیماروں میں

مثلِ فرہاد کروں دشت نوردی پھر کیوں
اپنا معشوق تو پنہاں نہیں کہساروں میں

کی ہے کاخِ کہنِ عشق کی میں نے ترمیم
نام اپنا بھی ہے اس قصر کے معماروں میں

خنجرِ عشق کے کشتے کبھی مرتے ہی نہیں
ایسا جوہر ہے چمکتی ہی تلواروں میں

دلِ پر درد کا ہمدرد نہیں ہے کوئی
غمِ جاں کاہ فقط ایک ہی غمخواروں میں

لاگ کی آگ نہ بھولے سے جلائے جسکو
دل وہ جل جائے دہکتے ہوے انگاروں میں

جمع ہوتے نہیں اوراقِ پریشاں اسکے
یہ ہی لکھا دلِ عشاق کے سیپاروں میں

داغ کے پھول کے گجروں سے ہی اسکی رونق
رنگ لایا ہے دلِ زار انھیں ہاروں میں

عشق کی راہ میں ہیں شیخ و برہمن یکساں
فرق کچھ بھی نہیں تسبیح میں زناروں میں

غم کو نہیں ہے جسکو نہ ملے آزادی
وہ نہیں دامِ محبت کے گرفتاروں میں

ذکرِ غم کا ہے عبث یہ تو خوشی کے دن ہیں
عید ہی عید مسرت کے طلبگاروں میں

شاہ عثمان علیخاں کی جو ہے سالگرہ
ہر طرف تازہ بہار آئی ہے گلزاروں میں

گوندھ اک مطلعِ دلچسپ سناؤ جسکی
قدر اب جنسِ سخن کی ہو خریداروں میں

مطلع

منتخب آصفِ سابع ہے جہانداروں میں
ہے یہی ذکر سلاطیں کے درباروں میں

رخِ سرکار سے پھر گرم ہے بازار اوسکا
دھوم جس حسن کی تھی مصر کے بازاروں میں

حیدرآباد بھی ہے کیا چمنِ روح فزا
تازگی اوسکی کہاں ہند کے گلزاروں میں

شاہ کی دادرسی کے ہیں جہاں میں چرچے
مشورے رحم کے ہوتے ہیں جفاکاروں میں

کیوں نہ عثماں علیخاں کو ہو نصرت حاصل
کہ ہیں عثمانؓ و علیؓ اونکے مددگاروں میں

کیا تجمل ہے سواریِ جلوسِ شہ کا
مثلِ جمشید ہزاروں ہیں علمداروں میں

کان و بستاں ہو کہ ہو قلزم و ابرِ نیساں ۔۔۔ شہ کی سی فیض رسانی نہیں ان چاروں میں
کیوں نہوں اہلِ دکن تابعِ شرع و سنت ۔۔۔ بادشہ خود ہے شریعت کے طرفداروں میں
مکہ مسجد میں حضور آئیں گے اب بہرِ نماز ۔۔۔ یہ خوشی رہتی ہے ہر جمعہ کو دینداروں میں
دشمنوں کے بھی معاون ہیں حضورِ عالی ۔۔۔ حوصلہ ہے یہ کہاں دوسری سرکاروں میں
جسکو حضرت کا قدمبوس سرافراز کرے ۔۔۔ کیا تعجب ہے جو شامل ہو وہ سرداروں میں
جلوۂ حسن ترا اور حسینوں میں نہیں ۔۔۔ نورِ خورشیدِ منور کا کہاں تاروں میں
لقبِ ظلِ خدا فضلِ خدا سے پایا ۔۔۔ اب ہما ہے ترے سایہ کے طلبگاروں میں
طاقت منتظمہ شاہ کے خدام میں ہے ۔۔۔ قوت موجدہ ہے غاشیہ برداروں میں
ہوتی رہتی ہے عماراتِ جدیدہ کی بنا ۔۔۔ روز ہلچل سی رہا کرتی ہے معماروں میں
جاری ہوتے ہیں فرامین نئے اور مفید ۔۔۔ ہم پڑھا کرتے ہیں ہر روز یہ اخباروں میں
آپ کے عہد میں وہ مکر و فریب اب نہ رہے ۔۔۔ راستبازی کی ہوا چلتی ہے عیاروں میں
کی حمایت جو نیورسٹیِ مسلم کی ۔۔۔ جوش پیدا ہوا تعلیم کے غمخواروں میں
پانچ لاکھ آصفِ سابع نے دیا ہے چندہ ۔۔۔ تذکرے ہوتے ہیں ہر سمت یہی یاروں میں
لطفِ شاہی نے ستارہ مرا چمکایا ہے ۔۔۔ اب سعادت ہے مرے غاشیہ برداروں میں
شاہِ جمجاہ کی توصیف کا پایا ہے شرف ۔۔۔ آج اقبال ہے گوھرؔ کے خریداروں میں
عمر بھر وہ رہے مداحِ نظامِ ہفتم ۔۔۔ اوسکی ہر نظم کی شہرت ہو طلبگاروں میں
جاں نثاری کی بدولت ہو فروغ اوسکو بھی ۔۔۔ شاہ کے خیر سگالوں میں وفاداروں میں
اب تہِ دل سے یہ گوھرؔ کی دعا ہے یا رب ۔۔۔ مہرِ پر نور کی جب تک ہے ضیا تاروں میں
طالعِ شاہ میں برجیس بنے ہر اختر ۔۔۔ نام کو بھی نہ نحوست رہے سیاروں میں
ہر گھڑی شاہ کے اقبال کے گلشن میں رہے ۔۔۔ سال بھر جتنی بہار آتی ہے گلزاروں میں
باغِ عالم میں عدو کا گلِ مقصد پنہاں ۔۔۔ یاس کے درد کے حسرت کے رہیں خاروں میں

شاہزادوں پہ رہے آپکا ظلِ شفقت
جاہ و اقبال رہیں اوسکے مددگار و معیں

۵	قصیدہ پنجم اردو	۳۴

ہم اونھیں ماہ جبیں مہر لقا کہتے ہیں
دیکھئے شمس و قمر اب ہمیں کیا کہتے ہیں

لوگ اوس چشم فسوں ساز کو کیا کہتے ہیں
ہم اوسے صبر شکن ہوش ربا کہتے ہیں

میں نے مانا کہ دیا دل تو خطا ہے میری
جو ادا تم نے دکھائی اوسے کیا کہتے ہیں

نالہ سو بار کیا اوس کو خبر تک نہوئی
اور پھر ہم اوسی نالہ کو رسا کہتے ہیں

آنکھ سے آنکھ ملاتے بھی ہو انجان بھی ہو
یہ جو ہے مہر تو پھر کس کو جفا کہتے ہیں

بیوفا کہتے ہیں مجھکو کہ تجھے اے ظالم
سن ذرا غور سے کیا اہل وفا کہتے ہیں

ناز سے اوس نے کہا فتنۂ محشر ہے یہی
میں نے پوچھا تری رفتار کو کیا کہتے ہیں

اشک و آہِ دلِ عاشق کا یہ مضموں ہو نیا
شہر الفت کی اوسے آب و ہوا کہتے ہیں

بولے وہ سامنے آکر کہ یہی ہے شوخی
چھپکے چلمن میں کہا اسکو حیا کہتے ہیں

دل لئے جاتا ہے اوس چاہِ ذقن کیجانب
ہم اسے خضر اوسے آبِ بقا کہتے ہیں

تم نے اپنے لبِ جاں بخش کا بوسہ ندیا
کوں سے درد کی پھر اسکو دوا کہتے ہیں

اور افسردہ ہوا دل جو ہوا اوسکی لگی
گلشنِ یار کو کیوں روح فزا کہتے ہیں

نہ گئی آہ مری بابِ اثر تک نہ گئی
پھر غلط کیا جو اسے پا بحنا کہتے ہیں

اختلاف ایک ہی نقطہ کا ہے ہم دونوں میں
میں دعا کرتا ہوں وہ اوسکو دغا کہتے ہیں

اوس نے دامن کی ہوا دی تو کھلا غنچۂ دل
یہ ہوا وہ ہے جسے رشکِ صبا کہتے ہیں

جو برے ہوتے ہیں اچھوں کو بھی کہتے ہیں برا
جو ہیں اچھے وہ بروں کو بھی بھلا کہتے ہیں

دل یہ کہتا ہے چلو شاہ سے فریاد کرو
ہم جو اوس شوخ کو بانیٔ جفا کہتے ہیں

شاہ وہ کون جو ہے زیب دہ تخت دکن
کہ جسے اہلِ جہاں ظلِ خدا کہتے ہیں

مدح سرکار میں لکھتا ہوں وہ روشن مطلع | نور بخشی ہیں جسے مہر سما کہتے ہیں

مطلع

لوگ اِس خسروِ جم جاہ کو کیا کہتے ہیں | اخترِ برجِ شرف ماہِ عطا کہتے ہیں
میر عثمان علیخاں شہِ دریا دل ہے | اوسکو بحرِ کرم و فیض و سخا کہتے ہیں
یہ ہے اک ظلِ خدا اور وہ طائرِ ادنیٰ | سایۂ شاہ کو کیوں ظلِ ہما کہتے ہیں
دوسرا نام ترے ناخنِ تدبیر کا ہے | جسکو اربابِ خرد عقدہ کشا کہتے ہیں
اپنا گو دوست نہیں شہ کا ہوا خواہ تو ہے | دلِ بے مہر کو ہم کامروا کہتے ہیں
نظرِ شاہ میں ہے جوہرِ تالیفِ قلوب | کاہ ہر دل ہے اوسے کاہ ربا کہتے ہیں
لوحِ پیشانیِ سلطانِ دکن کہتی ہے | مجھکو آئینۂ اقبال نما کہتے ہیں
تیرے عارض کو ترے خال کو تیرے رخ کو | مہرِ تاباں۔ مہِ پر نور۔ سہا کہتے ہیں
تجھکو کہتے ہیں سخی نیک بہادر۔ عادل | برمحل ٹھیک درست اور بجا کہتے ہیں
جادۂ راستی و عدل بنا شارعِ عام | تجھکو اس راہ کا اب راہنما کہتے ہیں
جسکو دیکھا ہوئی اوس شخص کی طینت کی خبر | ہاں اسے روشنیِ طبعِ رسا کہتے ہیں
حسنِ صورت کو ترے حسنِ عنایت کو ترے | دلربا کہتے ہیں اندوہ ربا کہتے ہیں
نغمۂ مدح یہ کہتا ہے دلِ سامع سے | شاد ہو جا کہ مجھے عیش فزا کہتے ہیں
ختم کرتا ہے قصیدہ کو دعا پر گوھر | اسکو آئین و شعارِ شعرا کہتے ہیں
شاہ کی عمر بڑھے شاہ کا اقبال بڑھے | سحر و شام یہی اہلِ دعا کہتے ہیں

قصیدۂ ششم بتقریب

افتتاح مدرسۂ معینیۂ عثمانیہ اجمیر شریف خواندہ شد

مورد فضلِ خدا ہے کشورِ ہندوستاں — دیکھو اس جا جلوہ گر ہیں خواجۂ عرش آشیاں
سرزمینِ ہند دارد ہمسری با آسماں — جلوہ افروز است اینجا آفتابِ چشتیاں
آستانِ خواجۂ اعظم کی رفعت دیکھئے — دست بستہ با ادب آتے ہیں شاہانِ جہاں
فرقِ خود بر خاکِ ایں در سودہ گردد سرفراز — طالعِ ہر کس کہ باشد با سعادت تواماں
یہ سعادت حق نے آصف جاہِ ہفتم کو بھی دی — حیدرآباد دکن سے آئے ہیں اب وہ یہاں
خضرِ شوقش رہبرش گشت و سعادت یاورش — جانبِ اجمیر آمد شاہِ عالی دودماں
خواجہ صاحب کی سفارش سے خدا دیگا اوسے — جاہِ قیصر حشمتِ اسکندر اقبالِ کیاں
در دو عالم خواجۂ اجمیر دارد از کرم — ایں جواں شاہِ دکن را شادماں و کامراں
والیانِ ملک کو ہی ناز اوسکی ذات پر — حضرت عثماں علیخاں میں ہیں لاکھوں خوبیاں
شرع و سنت راست حامی دین و ملت را معیں — علم را جوہر شناس است و ہنر را قدرداں
مدرسہ قایم کیا ہے شاہ نے اجمیر میں — جس میں دینی علم کی تعلیم ہوگی بے گماں
از عنایاتِ نظامِ علم پرور دیں پناہ — شد نظامِ علمِ دینی تخت آرائے جہاں
آصفِ ہفتم سپہرِ برتری کے فیض سے — ہے زمینِ علمِ دیں رفعت میں ہشتم آسماں
عالمے سرگرمِ تحصیلِ علومِ دینی است — شایقینِ علمِ دیں را ہر کجا نبود نشاں
جسطرف دیکھو ادھر دریا ہے آبِ شور کا — آبِ شیریں کی فقط نہریں ہیں عالم میں رواں
ہمچو نیساں گاہ گہ بارد سحابِ علمِ دیں — ابرِ علمِ دنیوی باراں بعالم جاوداں
علمِ دیں کی ہے ضرورت آدمی کے واسطے — ہوں بدولت اسکی جوہر آدمیت کے عیاں
روشن است آئینۂ خلقِ حسن از نورِ علم — باشد از اخلاقِ حسنیٰ فضلِ انساں بجہاں
الغرض جس مدرسہ کا ذکر اب میں نے کیا — آج اوسکی افتتاحی رسم ہوتی ہے یہاں

گوھرؔ اکنوں عذر خواہی میکند از اہلِ فضل — میکند بر نغمہ سنجیٔ دعا ختم بیاں
مدرسہ کے بانیٔ فرخ شیم پر رحم کر — اے خدائے دو جہاں اے خالقِ کون و مکاں
روز افزوں باد یا ربؒ رونقِ ایں مدرسہ — از طفیلِ سرورِ عالم رسولِ انس و جاں
بانیٔ نامی کے حامی دین و دنیا میں رہیں — خواجۂ ذیشاں معینؒ الدیں معینِ بیکساں
ساغرش معمور باد و خنجرش منصور باد — باد نصرت ہمنشیں و باد عشرت ہمعناں
حاضرین بزم پہ اِس گوھرؔ مداح پہ — خواجہ صاحب کا رہے ابرِ کرم گوھرؔ فشاں

۷ — قصیدۂ ہفتم فارسی — ۲۰

چو شد قبائے ترا وا شبِ وصال گرہ — نماند در دلِ من باز از ملال گرہ
گرہ زد است بابرو نگارِ بدر جمال — عجب کہ ماہ فگند است در ہلال گرہ
بہ الفتِ گرہِ خالِ تو گرفتارم — زداغہا بدلم ہست خال خال گرہ
حکایت غمِ ہجر است ایں شکایت نے — چرا بابروئے تست اے پری جمال گرہ
اگر بناز بخندی شود چو گل خنداں — دلم کہ غنچہ صفت ہست از ملال گرہ
گرہ بہ گیسوئے تو مانعِ خلاص بود — اسیرِ زلفم و باشد مرا وبال گرہ
بہ نیم غمزۂ مہرت ہمہ کشادہ شود — بکارِ من کہ فتاد است صد محال گرہ
کشادِ بندِ قبایت کشاد عقدۂ من — کشادہ شد ز گرہ در شبِ وصال گرہ
ہزار غنچہ بخندید وائے بر دلِ من — کہ ہست در غمِ ہجرِ تو از ملال گرہ
غمِ فراقِ تو آرے بود ملال افزا — ببیں بہ میم ملال است از ملال گرہ
رسید فصلِ طرب ذکرے از ملال چرا — کہ پادشاہ دکن راست رسم سالگرہ
شہے کہ ناخنِ الطافِ او بچشم زدن — کشاید اہلِ جہاں را ز بیں نوال گرہ
چہ عام گشت کشایش بفیضِ ایں شادی — ز کارِ خلق شدہ باز ہر محال گرہ

به اوجِ کنگرهٔ مدحِ او چگونه رسد — که هست طایرِ فکرِ مرا ببال گره
زبانِ حاسدِ بدگوی عیب جنبش را — فتد بوقتِ سخن چون زبانِ لال گره
به بحر از صدف و در صدف بود ز گهر — ز رشکِ بخششِ سلطانِ ذی نوال گره
به یک اشارهٔ قهرش بکارِ اهلِ ستم — سپهر افگند از ناخنِ هلال گره
به یک کرشمهٔ لطفش نگاهِ مهر تباں — کشاید از دلِ عشاقِ خسته حال گره
شها بود بلبِ گوهرِ ثنا خوانت — نوای تهنیت این خجسته فال گره
دعای اوست که افتد برشتهٔ عمرت — گره موافقِ اعدادِ رسم سالگره

٨	قصیدۂ ہشتم فارسی المسمیٰ بہ گوہرِ یکتا	٣٨

بخواب اندر بتی دیدم پری پیکر قمر سیما — رخش روشن لبش رنگین خطش دلکش قدش رعنا
رخش از یاسمن خوشتر لب از لعلِ یمن خوشتر — خطِ او رو کشِ ریحان قدِ او غیرتِ طوبیٰ
صفا آئین جبینِ او تجلی خوشه چین او — درخشانست و تابان عالم افروز است و نور افزا
دو رخسارش گل و لاله رخش ماه و خطش هاله — خرامش فتنه انگیز و قیامت خیز و آفت زا
لبِ او خنده زن چون گل فدایش خلق چون بلبل — چو سنبل پر خمش کاکل چو نرگس چشمِ او شهلا
تکلم جان فزا باشد تبسم دلربا باشد — ازان عشرت گزین دلها وزین راحت فریب جانها
ادایش ناز پرور ناز او باشد ادا گستر — نگاهش مهر افزا غمزهٔ او می‌برد دلها
بچشمش جلوهٔ مستی چه مستی مستی واقع — جهانی مست بی ساغر چه ساغر ساغرِ صهبا
ندیدم در جهان گاهی چنین غیرتِ ده ماهی — بخوبی بهتر از خوبان به محبوبیت بی همتا
از و نامش چو پرسیدم بخندید و بگفت اینک — منم تصویرِ اخلاقِ حمیده شاهِ والا را

امیر المومنین ہند سلطانِ دکن کز دے   تخجل در عدل و داد و جود و ہمت حاتم و کسرا
بگوشم خورد چوں ایں مژدہ من از جستم از شادی   چکید از خامۂ مدحت طرازم مطلع زیبا

مطلع

بصولت مثلِ اسکندر بہ رتبت ہمچو جم یکتا   بشوکت ثانیٔ قیصر بہ حشمت ہمسرِ دارا
عطا بر گوہرش نازاں دلش بحریست بے پایاں   در افشانست چوں نیساں گہر ریز است چوں دریا
جواں مرد و جواں سال و جواں بخت و جواں دولت   جہانگیر و جہانباں و جہاندار و جہاں آرا
قدر قدرت قوی شوکت فلک رفعت ملک سیرت   قمر پیکر بلند اختر فریدوں فر سریر آرا
بچرخِ سلطنت رانی مہِ رخشاں مہِ کامل   بہ ملکِ حسن لاثانی شہِ ذیشان شہِ والا
جہانداری بود احساں پذیر کلکِ زورش   جہانگیری رہینِ منتِ شمشیرِ جاں فرسا
سیاست کامگار از وے فراست نور بار از وے   عدیلِ اوست نایاب و مثیلِ اوست ناپیدا
شجاعت ہمعنانِ او شہامت رازدانِ او   سخاوت میہمانِ او عدالت پاسبانِ او را
بود ایں ظلِ سبحانیؑ مطیعِ حکمِ ربانیؑ   ہزاراں شکرِ یزدانیؑ چنیں سلطان ست آں شاہِ ما
مطیعِ شرع و سنت حامیِ دیں ناصرِ ملت   ز ہر فعل و ز ہر قولش ہویدا معنیٔ تقوے
نظام الملک میر عثمان علیخاں آصفِ ہفتم   سکندر جاہ محبوب خلایق افضل و اعلیٰ
شہا گوہر فشانی دعاہا می کند گوہر   اجابت زانکہ چوں نیسانست گوہر بار و دریا
کند لبریز گوہر دامنت ابرِ نوالِ حقؑ   گہر تا آبرو دارد بود تا در فشاں دریا
ز کانِ فیض باری گوہرِ مقصد بکف آری   کنی جیبِ امیدِ اہلِ حاجت پُر ز گوہر ہا
کنی ہر قطرہ را پر آب مثلِ گوہرِ غلطاں   دہی رنگینیٔ لعلِ یمن ہر سنگِ خارا را
مہِ تابانِ اقبالت بہ طلعت مہرِ انور باد   شود ایوانِ اجلالت بہ رفعت گنبدِ خضرا
ز اوصافِ جہاں پرور ہمی داری قوی لشکر   کنی در عرصۂ گیتی مسخر کشورِ دلہا

جہاں از روے شود روشن و زین مقصود ہر دشمن — منور اختر ت بادا مظفر خنجرت بادا
زباغِ عیش و عشرت ہر ہوا خواہِ تو گل چیند — ز داغِ رنج و حسرت باد گرمی دلِ اعدا
ہمہ شہزادگاں و دخترانِ نیک اختر ہم — بزرگ و شادماں مانند در دنیا و در عقبیٰ
حمایت ہم علیخاں اولیں شہزادۂ ذیشاں — طفیلِ شاہِ مرداں فضلِ یزداں حامیش بادا
دوم شہزادہ را باشد شجاعت با علی خاں نام — شود در جاہ و اقبال و شجاعت نامی و یکتا
سوم شہزادہ میر احمد علی خاں کامراں ماند — بجاہِ احمدِ مختار شاہِ یثرب و بطحےٰ
کند کاظم علی خاں چارمیں شہزادہ را دانہ — سرافرازِ جہاں بہرِ امامِ کاظمِ یکتا
عزیز و محترم لطفِ امامِ ضامنِ ثامن — کند شہزادۂ خامس رضا و ہم علیخاں را
گہرہا ریخت در مدحِ شہِ گوہر فشاں گوہر — بود موسوم ایں نظمش بنامِ گوہرِ یکتا

۱۵	قصیدہ ہفتم فارسی تہنیت سالگرہ سلطان ۱۳ ھ ۳۱	۹

مرحبا طرفہ بہار آمدہ در باغِ زمن — حبذا لالہ عذار آمدہ ہر گل بچمن
دُر فشانید چہ شہوار سحابِ رحمت — بشگفانید بگلزار چہ نسرین چہ سمن
سازِ عشرت شدہ ہمراز نواہاے طرب — رازِ بہجت شدہ ہمسازِ عروسانِ چمن
می وزد بادِ سحر ناز کناں در عالم — می دمد عیش ز ہر ناحیۂ ہند و دکن
شاہ عثماں علی راست کنوں سالگرہ — پر ز گلہاے طرب ہست جہاں را دامن
شہریارے کہ بود شہرۂ کرم بحرِ سخا — تاجدارے کہ بود ماہِ عطا شاہِ دکن
سخت حیراں شدہ ہر کوکبِ رخشاں بفلک
نور افشاں شدہ چوں مہرِ جہاں مطلعِ من

مطلع

جبۂ ات روشن و رخ روشن و عارض روشن
ہر یکے صورتِ خورشید بود نور فگن

لمعۂ روے تو نورِ نظرِ ہر مہوش
جلوۂ کوے تو لختِ جگرِ ہر گلشن

جوہرِ نور زِ ہر ذرہ پدیدار شود
اخترِ حسنِ تو جائیکہ شود جلوہ فگن

روی انصافِ تو مسجودِ عدالت کیشاں
بوے اوصافِ تو جاں پرورِ اخلاقِ حسن

عقلِ تو نور فزاے خردِ فلسفیاں
فکرِ تو ہوش رباے عقلاے لندن

نامہ پر نور شود آئینہ ساں اے گوہر
خامہ مامور شود بہرِ دعا چوں ازمن

تا بگلزارِ جہاں لالہ و سنبل باشد
تا بود خار رہناں در برِ ہر گل بچمن

گل ہوا خواہ بردارِ چمنستانِ طرب
مثلِ خار آہ خلد در دل و جانِ دشمن

قصیدۂ دوم فارسی

۱۰ ۳۱

چوں بر آوردم سر از خوابِ سحر
یافتم آفاق بر طرزِ دگر

بارک اللہ وہ چہ صبحِ دلکشا
از صباحِ خلد رونق بارتر

وہ چہ صبحے کز صفا می تافت رخ
از جبینِ مہوشاں تابندہ تر

باغِ عالم بود بستانِ طرب
از خریفِ غم نماند اصلا اثر

رنگِ بہجت می چکید از شش جہت
نورِ شادی بود ہر سو جلوہ گر

ہر طرف جوشِ بہار سور بود
ہر طرف آثارِ عشرت را گذر

بود از بس مستیٔ صہباے عیش
از خمارِ غم جہانے بے خبر

ہر یکے خنداں چو گل از خرمی
نغمہ زن ہر کس چو مرغانِ سحر

رنگِ بزمِ عیش ہر کس ریختہ
محفل آراے مسرت ہر بشر

آں یکے مصروف سامانِ طرب   ویں دگر کردہ لباسِ نو بہ بر
گشتم از نظارۂ وضعِ جہاں   محوِ حیرت آئینہ ساں سر بسر
سر بجیبِ فکر گشتم لمحۂ   ناگہاں بادِ صبا آمد ز در
گفت از بہر چہ در اندیشۂ   اے ز عقلِ خردہ بیں نا بہرہ ور
صبحِ عید است ایں کہ گردید آشکار   فکر را از دل بکن اکنوں بدر
بر درِ او شو پئے تسلیم خم   آنکہ باشد خسروِ عالی گہر
حضرتِ عثماں علی شاہِ دکن   آصفِ ہفتم نظامِ نامور
چوں شنیدم ایں سخن برخاستم   گوہرِ مدحش بسفتم زود تر
مطلعش اینک چکید از خامہ ام   آنکہ باشد رو کشِ سلکِ گہر

مطلع

دست جودش فیض را باشد مقر   چوں خذف بیقدر پیشِ او گہر
ایں بری از داغ و آں دارد کلف   کے جبینش را تواں گفتن قمر
علمِ او بحریست اما بے کراں   حلمِ او گردوں و لے خالی ز شر
طبعِ او آئینۂ ذہن و ذکا   سینہ اش گنجینۂ علم و ہنر
فتنۂ بیدار خوابیدہ شود   بشنود افسانۂ عدلش اگر
خوشہ چینِ خرمنِ جاہش حشم   فیض از خوانِ نوالش بہرہ ور
تواماں تقدیر با تدبیرِ او   چوں دعائے سینہ ریشاں با اثر
قطرہ افشاں ابرِ فیضش گر شود   سرو بے بر در چمن آرد ثمر
گنجِ پرویزش پشیزے بیش نیست   چیں گوہر باری و ایثارِ زر
بر دعا ختم سخن کن گوھرا   تا شود ایں نغمہ مرہونِ اثر

خسروا بادا ہمایوں بر تو عید
از طفیلِ حضرتِ خیر البشرؐ

تا بود ترکِ فلک خنجر بکف
جوہرِ تیغت بود فتح و ظفر

اخترِ اقبالِ تو تابندہ باد
ہمچو روزِ عید تا دورِ قمر

۱۱ قصیدۂ یازدہم اردو ۱۹

اے محو قدمبوسِ تو اورنگِ حکومت
افسر بسرت زیرِ نگیں خاتم دولت

اجمیر سے تشریف جو لائے ہو دکن میں
شاداں ہیں بہت خیر سگالانِ ریاست

ہر آنکھ نے پھر مہرِ جمال آپکا دیکھا
ہر دل ہوا پھر مطلعِ انوارِ مسرت

پھر خلق کو شاہانہ سواری نظر آئی
ظاہر ہوئی پھر خسروِ جم جاہ کی شوکت

کیا فضل ہے بخشی ہے ہمیں نعمتِ عظمیٰ
ہے حد سے سوا منعمِ برحق کی عنایت

یہ نیک سفر کیوں نہ وسیلہ ہو ظفر کا
تھی اس سے غرض خواجۂ ذیشانکی زیارت

وہ کون جسے کہتے ہیں سب ہند کا سلطاں
کس ملک میں مشہور نہیں اوس کی ولایت

اجمیر کی جانب گئے دو وقت حضور آپ
پائی نہ کسی شاہِ دکن نے یہ سعادت

دربار سے خواجہؒ کے جزا اسکی ملے گی
بیکار نہوگا کبھی یہ حسنِ عقیدت

اقبال میں دولت میں خدا دے گا ترقی
ہے خواجۂ اجمیر پہ اللہ کی رحمت

سرکار کا یہ عہدِ ریاست ہے مبارک
اس بات کے قائل ہیں سب اربابِ بصیرت

تاریخِ دکن کیوں نہو اس عہد پہ نازاں
ہے ملک جو سرسبز تو خوشحال رعیت

ہمت میں تدبر میں عدالت میں کرم میں
ہر ملک میں ہر شہر میں ہے آپکی شہرت

پابندیِ مذہب کا ہے پاس آپکو ہر دم
دنرات ادا ہوتے ہیں احکامِ شریعت

اس شان کا سلطان بہت کم نظر آیا
سب کو نہیں ملتی یہ خداداد سعادت

گوہر کی تہِ دل سے الٰہی یہ دعا ہے
عثمان علی خاں پہ رہے تیری عنایت

باشوکت واجلال بصد حشمت واقبال ۔ رکھ اوسکو جہاں میں صدوسی سال سلامت
اولاد کا سکھ اوسکو دکھا اپنے کرم سے ۔ دارین کی ہو سب کو عطا عزت وراحت
خواجہؐ کی زیارت ہوی جسطرح میسر ۔ حاصل ہو اوسے تیرے نبیؐ کی بھی زیارت

قطعہ تہنیت عید الضحیٰ

نزول عشرت عید الضحیٰ مبارکباد ۔ طلوع صبح طرب انتما مبارکباد
باہتزاز نسیم مسرت جاوید ۔ کشادِ غنچۂ خاطر ترا مبارکباد
اگر روی بچمن بہر سیر عرضہ دہد ۔ بنغمۂ بلبل دستانسرا مبارکباد
رواں شوی چو سوے بحر بحر ازلب موج ۔ کند ز جوشش عقیدت ادا مبارکباد
فگندہ سایہ چو برفرق چوں تو ظل اللہ ۔ عروج بخت بہ بال ہما مبارکباد
تراست پاس دل خلق و دل حریم خداست ۔ مدام طوف حریم خدا مبارکباد
براے تہنیت امروز آمدہ بدرت ۔ سزد بگویم اگر عید را مبارکباد
پئے حصول جمیع مقاصد دارین ۔ ز جملہ خیرسگالان دعا مبارکباد
دعاے دولت و مدح شمائل فرخ ۔ بضمن تہنیت خسروا مبارکباد
ہماں خوشی کہ بہ حجاج ہست در عرفات ۔ بدوستان تو صبح و مسا مبارکباد
تپد چنانکہ پس از ذبح گاو قربانی ۔ تپش ز درد والم خصم را مبارکباد
بفضل رب مجیدت بود مبارک عید ۔ بستایشش تو بہ گوھر شہا مبارکباد

خمسۂ دعائیہ متضمن بر تہنیت عید الضحیٰ

اے بہار چمن آراے گلستان دکن ۔ اے مہ اوج شرف مہر درخشان دکن
اے جواں بخت جواں سال سلیمان دکن ۔ نامور آصف ہفتم شہ ذیشان دکن

عید قربانِ طرب فال مبارک باشد
عیدها تا صد و سی سال مبارک باشد

بوحش الله رہے رتبۂ برتر داری
شوکت و رفعتِ کیخسرو و قیصر داری

صولت و عظمتِ دارا و سکندر داری
فرّه و تمکنتِ طغرل و سنجر داری

روز و شب رحمتِ فضالِ جہاں یاورِ تست
باادب حشمت و اقبالِ کیاں چاکرِ تست

خسروا فتح و ظفر جوہرِ صمصامِ تو باد
شش جہت هفت فلک تابعِ احکامِ تو باد

بادۂ عیش و مسرت همه در جامِ تو باد
جاه موفور و فزوں شوکتِ احشامِ تو باد

رشکِ حاتم شدهٔ دولتِ قاروں یابی
جوہرِ حکمتِ لقمان و فلاطون یابی

سالها زیبِ دهِ مسندآرا باشی
بہره یابِ ثمرِ نخلِ تمنا باشی

در گلستانِ سیادت چمن آرا باشی
کامران باشی و خرم بجہاں تا باشی

کوکبِ کوکبه‌ات رشکِ مه و پرویں باد
ایں دعا از من و از جمله جہاں آمین باد

حیدرآباد دکن تا ابد آباد بود
ہر ہوا خواهِ تو از درد و غم آزاد بود

ایں چمن داغ نهٔ گلشنِ شداد بود
دشمنت خوار و جگر خسته و ناشاد بود

رونقِ بحرِ جہاں بادشہا گوہرِ تو
باشد ایں گوہرِ مداح ستایش گرِ تو

رباعی

ملکِ دکن از نظامِ هفتم آصف
روشن بصفاتِ نیک چون هفت اختر

سرسبز شود بکامِ هفتم آصف
در هفت اقلیم نامِ هفتم آصف

رباعیات

ایں آصفِ ہفتم است سلطانِ غنی
از نامِ مبارکش عیاں شانِ غنی
در حلم و عطا و جود و جرأت یکتا
ہمنامِ علیؓ سمیِ عثمانِ غنیؓ

از نورِ مہِ سیاستِ عثمانی
روشن فلکِ ریاست عثمانی
صد شمعِ ترقیٔ دکن افروزد
از بارقۂ فراستِ عثمانی

تا حلم و حیا بذاتِ عثماںؓ نازد
تا علم و عطا بہ شاہِ مرداںؓ نازد
برتر صفتِ قدرِ کمال و جوہر
بر گوہرِ عثماں علی خاں نازد

کیا شان ہے تیری مسند آرائی کی
ضامن ہے طرب کی روح افزائی کی
زندا کیا عیشِ جم کو پھر دنیا میں
اس جشنِ ہمایوں نے مسیحائی کی

اس جشن کو جشنِ جم کا ہمسر پایا
انصاف تو یہ ہے اوس سے برتر پایا
دربارِ جلوسِ آصفِ ہفتم کو
عشرت افزائے ہفت کشور پایا

پھولا چمنِ عیشِ گلستاں کیطرح
ہر دل ہے شگفتہ گلِ خنداں کیطرح
گوہرؔ کو جلوسِ شہ کی ایسی ہے خوشی
ہے نغمہ سرا مرغِ خوش الحاں کیطرح

یکتا ہے نظامِ بحرِ احساں کا کرم
بیمثل ہے اس محسنِ دوراں کا کرم
دریا ہی میں دُر فشاں ہے نیساں گوہرؔ
عالم پہ ہے عثمان علیخاں کا کرم

جب تک ہے نظامِ چرخ کا حکم رواں
جب تک رہے اس نظامِ شمسی کا نشاں
فرماں گستر زمین والوں پہ رہے
یہ شاہِ فلک رتبہ نظامِ ذیشاں

سعدیؒ نے کہا ہے بوستاں میں گوہرؔ
بوبکر سا عادل نہ بعدِ عمرؓ
اب فضلِ خدا سے دورِ عثماں آیا
عدلِ فاروقؓ کے کھلے پھر جوہر

رباعیات

اقبال میں ثانیِ سکندر ہوں گے
شوکت میں سلیماں کے برابر ہونگے
انشاء اللہ آصفِ ہفتم بھی
اورنگ نشینِ ہفت کشور ہونگے

(دیگر)

شایستگی و علم کا مخزن ہوگا
تہذیب کے انوار سے روشن ہوگا
مشرق سے طلوع ہوگا مہرِ مغرب
اب ملکِ دکن ثانیٔ لندن ہوگا

(ولہ)

یہ سالگرہ عقدہ کشا خلق کی ہے
اندوہ ربا عیش فزا خلق کی ہے
عثمان علی خاں کو ملے خضر کی عمر
اللہ سے ہر دم یہ دعا خلق کی ہے

(ولہ)

یہ شاہِ دکن کی جان کے پیارے ہیں
یہ ماہِ دکن کی آنکھ کے تارے ہیں
دارین میں دلشاد رہیں شہزادے
عثمان علی خاں کے جگر پارے ہیں

(ولہ)

اس شاہ کا ہر نورِ نظر شاد رہے
سرسبز رہے نہال و آباد رہے
گلشن میں بہار رنگ لائے جب تک
یارب شاداب باغِ اولاد رہے

(ولہ)

مہرِ کرمِ شاہ جو دم بھر چمکا
اس ذرۂ ناچیز کا اختر چمکا
کی قدر جو سلطانِ ہنر پرور نے
گوھر مثلِ مہِ منور چمکا

(ولہ)

روشن مرا نام اب جہاں بھر میں ہوا
نامی اب میں بھی اہلِ جوہر میں ہوا
ہاں آصفِ ہفتم نے کیا نام آور
گوھر مشہور ہفت کشور میں ہوا

قطعات تاریخ

خسرو عالی گہر ہمنام عثمانؓ و علیؓ — حکم یزداںؒ سے ہوئے خاقان ذیشان دکن
بے بہا تاریخ لکھی گوہر مداح نے — شاہ والا آصف ہفتم ہیں سلطان دکن
۱۳ ھ ۲۹

(ولہ)

مثیل آصف سادس ہے آصف سابع — دیا ہے خسرو برتر دکن کو یزداںؒ نے
نظام حال کا سال جلوس دل نے کہا — دکن کی پائی ہے سلطانیٔ شاہ عثماں نے
۱۳ ھ ۲۹

عہ سلطانی کی دیا صرف بلحاظ تاریخ ہجری ۱۳۰ عیسوی

(ولہ)

آصف ہفتم ہے رونق بخش تخت خسروی — چتر افگن شاہ والا پر رہے لطف الٰہ
یہ جلوس میمنت مانوس کی تاریخ ہے — ہوگئے عثماں علی ملک دکن کے بادشاہ
۱۳ ھ ۲۹

(ولہ)

نیا شاہ دکن ہے مسند آرا — سناتے ہیں خوشی سب خاص و عام آج
سنا دو عیسوی سال اوسکا گوہر — ہوا عثمان علی سابع نظام آج
۱۹ ع ۱۱

(ولہ)

حق نے بخشا آج فرزند جمیل اوس شاہ کو — جسکے اوصاف جمیل کی ہے شہرت بیمثال
یہ پری مصرع حسینوں کی زباں پر آگیا — نور چشم شاہ آصف جاہ ہے یوسف جمال
۱۳ ھ ۳۰

(ولہ)

ہوا عید الضحیٰ میں حضرت آصف کے گھر بیٹا — سناتے ہیں خوشی ہندو بھی شاداں ہیں مسلماں بھی

تم اے گوہر سنادو مصرع تاریخ برجستہ
پسر یہ آپ کو شاہا مبارک عید قرباں بھی
۱۳ ھ

قطعہ تاریخ

شاہ اجمیرؒ کے دربار میں نعمت خدا نے دی
ملا مجھکو بھی مصرع بے بہا تاریخ کا گوھرؔ

یہ تو پہلی مراد آئی ہے آصف جاہ ہفتم کی
یہ والا دودماں بیٹی ہے آصف جاہ ہفتم کی
۳۰ ھ ۱۳

(ولہ)

کہتا ہے وطن آج کہ اس تازہ سفر میں
یہ مصرع گوھرؔ ہے خلایق کی زباں پر

ہو فتح و ظفر آصفِ سابع کو مبارک
شملہ کا سفر آصفِ سابع کو مبارک
۳۰ ھ ۱۳

(ولہ)

تشریف لائے آصفِ ذیشاں وطن میں آج
گوھرؔ خوشی سے عرض کرو تم بھی اسکا سال

ہیں زمزمے نشاط کے ہر انجمن میں آج
شملہ سے آئے آصفِ ہفتم دکن میں آج
۳۰ ھ ۱۳

(ولہ)

مبارک یہ سیاحت ہو دکن کے مہرِ انور کو
شہِ والا سفر نکلے وطن کہنے لگا گوھرؔ

کہ جسکا کوکبِ اقبال ہے غیرت دہ انجم
چلے اجمیر گلبرگہ و بمبئی آصفِ ہفتم
۳۰ ھ ۱۳

(ولہ)

جب سفر سے وطن میں شاہ دکن
کہا گوھرؔ نے سالِ برجستہ

کامراں آئے شاد کام آئے
آج اجمیر سے نظام آئے
۳۰ ھ ۱۳

(ولہ)

دو شنبہ وقت شب عید الضحیٰ کے دن سفر نکلے
کیا گوھرؔ نے موزوں مصرع تاریخ ہجری میں

شہِ عثماں سریر آرائے دولت آصفِ والا
گئے اجمیر اب بہرِ زیارت آصفِ والا
۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

پھر چلے ہیں خواجہؒ صاحب کی زیارت کیلئے
سال فصلی میں سنایا گوھرِؔ مداح نے

سب مقاصد آصف سابع کے ہوں یارب روا
شادِ نامی کو مبارک ہو سفر اجمیر کا
۲۲ ف ۱۳

قطعہ تاریخ

گشت چوں شادی بسم اللہ خوانی جلوہ گر   شادماں شد دختر شاہ گرامی دکن
بہر تاریخ ہمایونش بہ گوھر گفت دل   خواند بسم اللہ شہزادی نامی دکن
۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

ہے سالگرہ اوس شہِ جم جاہ کی جو ہے   مہرِ دکن و ماہِ دکن آصفِ ہفتم
گوھر نے کہا مصرعِ تاریخ ہمایوں   یہ ہے گرہ شاہِ دکن آصفِ ہفتم
۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

خوش اللہ آفریں الحمد للہ مرحبا   خواند اقرا ابن دلبندِ شہِ ملکِ دکن
گوھرِ تاریخ از نیسانِ فکر آمد بکف   جشنِ بسم اللہِ فرزندِ شہ ملک دکن
۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

شاہ والا کو مبارک یا رب   یہ حسیں ماہ لقا شہزادہ
مصرعِ سال ہے سلکِ گوھر   شاہِ عثماں کے ہوا شہزادہ
۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

شاہ ہے رشکِ کواکب تو پسر   غیرتِ انجم کا نورِ چشم ہے
ہے منور مصرعِ تاریخ بھی   آصفِ ہفتم کا نورِ چشم ہے
۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

تصدق پنجتن کا آج اللہ تعالیٰ نے   دیا ہے شاہ آصف جاہ ہفتم کو پسر سادس
کہا بیساختہ سالِ مبارک اوسکا گوھر نے   دکن کے شاہ کے عابد علی نور البصر سادس
۳۱ ھ ۱۳

(ولہ)

پھر ملا خلق کو اظہارِ طرب کا موقع   شکر ہے شاہ کے اک اور ہوا شہزادہ
گوھر اوسکی کوئی تاریخ سنا دو تم بھی   آج شاہا ہو مبارک یہ چھٹا شہزادہ
۳۱ ھ ۱۳

قطعۂ تاریخ

کوس عشرت را بلند آوازه شد در شش جہت
یافت چون فرزندِ ہفتم شاہِ عالی دودماں
ہر کہ جوید سالِ فصلی بشنود گوہر زمن
ہفتمیں فرزند آصف جاہ عالی دودماں
٢٢ ف ١٣

(ولہ)

ساتواں شہزادہ اب پیدا ہوا
اوسکے حامی ہوں نبیؐ یا در علیؑ
مصرعِ تاریخ گوہر نے کہا
شہ کے نورِ چشم ہیں حیدر علی
٣١ ھ ١٣

(ولہ)

اور اک شہزادۂ عالی گہر پیدا ہوا
نورِ چشم و راحتِ جاں آصفِ سابع کا ہے
عرض کی تاریخ اوسکی گوہر مداح نے
آٹھواں فرزند یہ شاہِ جواں طالع کا ہے
٣١ ھ ١٣

(ولہ)

ہیں ہوا خواہانِ دولت باغ باغ
کھل گئی ہر ایک کے دل کی کلی
کہتے ہیں شہزادۂ ہشتم کو سب
ابنِ شاہِ نیک دل حشمت علی
٣١ ھ ١٣

(ولہ)

یہ حسیں بیٹا ہے اوس سلطانِ عالیجاہ کا
جو بلند اقبال ہے ہم رتبۂ جمشید و کے
مصرعِ تاریخ اوسکا عرض گوہر نے کیا
ہفتمِ آصف کا نواں فرزند نیک آئیں ہے
٣١ ھ ١٣

(ولہ)

حیدرآباد دکن کا یہ نواں شہزادہ ہے
اسکو کہتے ہیں بلند اختر حسیں جعفر علی
گوہرِ تاریخ ہے نذرِ شہِ عالی گہر
ابنِ آصف جاہِ ہفتم مہ جبیں جعفر علی
٣١ ھ ١٣

(ولہ)

شد تولد نیک دختر در حریمِ خسروی
آنکہ باشد نورِ چشم و دلبرِ شاہِ دکن
در تلاشِ سال بودم آسماں گفتا چنیں
ماہ سیما بنتِ عالی گوہرِ شاہِ دکن
٣١ ھ ١٣

قطعۂ تاریخ

خوشی اس جشن عشرت کی جہاں میں تنگ لائی ہے
بہارِ عیش کی ہے ہر چمن میں گل فشانی آج

سنایا بلبلِ دل نے یہ نغمہ سالِ فصلی کا
دکن کی شاہزادی کی ہوئی بسم اللہ خوانی آج

۲۲ ف ۱۳

ولہ

ہوائے عیش سے خنداں دلوں کے غنچے ہیں
ریاضِ ہند میں ہر جا سماں بہار کا ہے

سنایا نغمۂ تاریخ دل نے فصلی میں
یہ جشنِ سالگرہ شاہِ نامدار کا ہے

۲۲ ف ۱۳

ولہ

کیا مبارک دن دکھایا ہے ہمیں اللہ نے
آج آصف جاہ کے فرزند کی بسم اللہ ہے

گوہرِ مداح نے تاریخِ فصلی عرض کی
نورِ چشمِ شاہِ طالعمند کی بسم اللہ ہے

۲۲ ف ۱۳

ولہ

عجب کیا ہے دوبالا ہو خوشی گر شاہِ والا کی
خدا نے ایک ہفتہ میں دئے ہیں دو حسین بیٹے

کہا سالِ ہمایوں اوسکا گوہر ہی نے فصلی میں
ہوئے ہیں چار دن میں شاہ کے دو مہ جبین بیٹے

۲۲ ف ۱۳

ولہ

آئی ہے پھر باغ میں رنگیں بہار
زمزمہ سنجی یہ عنادل کی ہے

سالگرہ آصفِ جم جاہ کی
عیش فزا عقدہ کشا دل کی ہے

خضر کی ہو عمر عطا شاہ کو
یہ سحر و شام دعا دل کی ہے

گوہرِ تاریخ ملا بے بہا
سالگرہ خسروِ عادل کی ہے

۳۲ ھ ۱۳

ولہ

الٰہی آصفِ جم جاہ کو مبارک ہو
یہ جشنِ عیش فزا یہ خجستہ فال گرہ

دیا ہے گوہرِ تاریخ نذر گوہر نے
شہِ جہان کا مبارک ہے جشن سال گرہ

۳۲ ھ ۱۳

قطعۂ تاریخ

شکر صد شکر کہ ہے میمنت افزائے جہاں
عرض گوھرؔ نے کیا مصرعِ سالِ فصلی
میر عثمان علی خاں کی طرب فال گرہ
مرحبا آصفِ ہفتم کی یہ ہے سالگرہ
۲۳ ف ۱۳

(ولہ)

الٰہی اپنی عنایت سے تو نے پھر ہم کو
تم اوسکا سال کہو عیسوی میں اے گوھرؔ
دکھائی ہے شہ عثماں کی رسم سالگرہ
ہوئی ہے آصفِ ذیشاں کی رسم سالگرہ
۱۴ ع ۱۹

(ولہ)

تو نے سلطانِ دکن کو جو دیا ہے بیٹا
عرض یوں مصرعِ تاریخ کیا گوھرؔ نے
ہو ترے فضل سے یا ربّ وہ سعیدِ کونین
پسرِ آصفِ ہفتم ہے عزیزِ دارین
۳۲ ھ ۱۳

(ولہ)

اک ہفتہ میں ہوئے شہِ آصف کے دو خلف
گوھرؔ نے اوسکا مصرعِ تاریخ یوں کہا
فضلِ خداؑ سے یہ رہیں دونوں جہاں میں شاد
دو نورِ چشم شاہ دکن کے ہیں بامراد
۳۲ ھ ۱۳

(ولہ)

خداؑ کا شکر ہے جسکے کرم سے ایک ہفتہ میں
ملا یہ گوہرِ تاریخ مجھکو غیب سے گوھرؔ
ہوئے عثماں علیخاں کے بلند اقبال دو بیٹے
شہِ دریائے احساں کے بلند اقبال دو بیٹے
۳۲ ھ ۱۳

(ولہ)

ہاں سدھارے ہیں جانب پاکھال
کی ہے تاریخ عرض گوھرؔ نے
بہرِ صید افگنی شہ عثماں
گئے پاکھال آصفِ ذیشاں
۳۲ ھ ۱۳

(ولہ)

شاہِ عثماں بھی ہے ہمنامِ علیؑ
عرض ہے یہ مصرعِ سالِ شکار
پھر شجاعت میں نہ کیوں بے مثل ہو
شاہِ آصف نے بھی مارا شیر کو
۳۲ ھ ۱۳

قطعۂ تاریخ

رستمِ دوراں نظامِ کامراں
مصرعِ تاریخ گوھرؔ زد رقم

چوں غضنفر ہا شکارا ساں کرد
صیدِ شیراں شاہِ با اقبال کرد
۱۳ ھ ۳۲

(ولہ)

شیر دل آصفِ ہفتم ہوئے مشغولِ شکار
سالِ فصلی میں کرو عرض ادب سے گوھرؔ

ہیں جو سلطانِ دکن فخرِ شجاعانِ جہاں
شہِ والا کو مبارک ہو یہ صیدِ شیراں
۱۳ ف ۲۳

(ولہ)

در شجاعت ہست مشہورِ جہاں
عیسوی سالِ شکارا سے دل بگو

شاہِ ہمنامِ شہِ مرداں علیؑ
کرد صیدِ شیر شہ عثماں علیؑ
۱۹ ع ۱۴

(ولہ)

ہفتم آصف نے دکھائے جوہرِ مردانگی
عرض کی صید افگنی کی میں نے تاریخ اسطرح

یہ وہ سلطاں ہے شجاعت کا ہی جسکے سر تاج
شاہِ جم جاہ دکن نے مارے ہیں دو شیر آج
۱۳ ھ ۳۲

(ولہ)

ہاں دوبالا ہے خوشی آج ہوا خواہو نکی
چرخ نے مصرعِ تاریخ کہا گوھرؔ سے

شاہِ جم جاہ نے آہوے دکن مارے چار
مہرِ جود آصفِ سابع نے ہرن مارے چار
۱۳ ھ ۳۲

(ولہ)

شد تولد چو دخترِ ذیشاں
کلکِ گوھرؔ نوشت تاریخش

در حریمِ شہِ فلک رفعت
بنتِ شاہِ دکن جوان دولت
۱۳ ھ ۳۲

(ولہ)

گلِ باغِ ریاست ہے سراجِ قصرِ دولت ہے
ہما کو اسکے سایہ سے سعادت کیوں نہ حاصل ہو

حضورِ آصفِ دارا حشم جم جاہ کی بیٹی
بلند اقبال شہزادی ہے ظلِ اللہ کی بیٹی

حمل ہے بدر بھی اوسکی جبین نور افشاں سے　　یہ ہے کس عزت خورشید شک ماہ کی بیٹی
خدا کے فضل سے ضرب المثل ہو زہد و طاعت میں　　یہ ہے سلطان دیں پرور خدا آگاہ کی بیٹی
کیا ہے عرض اوسکا مصرع تاریخ گوہرؔ نے　　دکن کی شاہزادی نیک باطن شاہ کی بیٹی
۱۳ ھ ۴۲

(ولہ)

آورد نوید عشرت جسم　　این ابن سعید شاہ آصف
سالش ز فلک شنید گوہرؔ　　فرزند رشید شاہ آصف
۱۳ ھ ۴۲

(ولہ)

خدا کے فضل سے ہو آپکو ہر وقت ہر ساعت　　میسر شاہد عشرت کی دید اے آصف ہفتم
کہی یوں تہنیت گو گوہرؔ مداح نے تاریخ　　مبارک ہو مبارک آج عید اے آصف ہفتم
۱۳ ھ ۴۲

(ولہ)

بہت اترا رہی ہے اپنی قسمت کی رسائی پر　　ہوی ہے حاضر دربار عثمانی جو عید الفطر
ہوا خواہوں کے لب پر مصرع تاریخ فصلی ہے　　مبارک شاہ آصف جاہ سابع کو ہو عید الفطر
۱۳ ف ۲۳

(ولہ)

اے شرف بخش سریر دولت　　شاہ جم رتبہ سلیمان حشمت
درة التاج رئیسان زمن　　آصف ہفتم و سلطان دکن
مہر اقبال تو تابندہ بود　　سلطنت قایم و پایندہ بود
چوں بدولت کدۂ سلطانی　　شد ز فضل و کرم یزدانی
نور افروز چو ماہ انور　　شاہزادی ہمایوں اختر
گشت زیں مژدہ جہانے خرم　　خاصہ فدوی عقیدت توام
میکند تہنیتش عرض اکنوں　　از عقیدت کہ بود روز افزوں
ہم پیش زمزمہ پیرائے دعاست　　بے دعا ختم سخن نازیباست

سایۂ رحمتِ ایں طفلِ حنذا ۔۔۔ سا لہا بر سرِ عالم بادا
باد حاصل بجہاں ہر کامش ۔۔۔ چرخ فرماں بر و گیتی رامش
گفت تاریخ بہ گوھرؔ ہاتف ۔۔۔ بنتِ مسعودۂ ہفتم آصف
۱۳۴۳ھ

(ولہ)

سرزمینِ حیدرآباد است رشکِ آسماں ۔۔۔ باز از فیضِ قدمبوسِ شہِ والاحشم
گوھرِؔ مداح تاریخش بہ فصلی عرضہ داد ۔۔۔ سیرِ بمبئی کردہ آمد آصفِ دارا حشم
۱۳۴۴ف

(ولہ)

جانبِ بمبئی ہوے راہی شہِ ملکِ دکن ۔۔۔ اپنے قدموں سے کیا اوس سرزمیں کو گل زمیں
واپسی میں اسپشل پہونچی جو پونہ کے قریب ۔۔۔ شاہزادی زیب بخشِ بزمِ ہستی ہو گئیں
بارگاہِ خسروی میں زمرۂ اسٹاف نے ۔۔۔ عرضِ تسلیم مبارکباد کی نذریں بھی دیں
گوھرِؔ مداح نے تاریخ فصلی کی رقم ۔۔۔ شمعِ محفل شاہزادی ریل میں پیدا ہوئیں
۱۳۴۴ف

(ولہ)

نیک اختر نورِ چشمِ خسروِ روشن گہر ۔۔۔ نور افزاے جہاں شد از طفیلِ پنجتنؑ
ایں منور مصرعِ تاریخ گوھرؔ زد رقم ۔۔۔ شد تولد ماہِ عالم شاہزادیِ دکن
۱۳۴۳ھ

(ولہ)

چمکتا ہے ستارہ اوسکی قسمت کی بلندی کا ۔۔۔ کہ نورِ چشمِ شاہِ نامور یہ شاہزادی ہے
کہا یوں مصرعِ سالِ ولادت اوسکا گوھرؔ نے ۔۔۔ مہِ اقبال ہے روشن گہر یہ شاہزادی ہے
۱۳۴۳ھ

(ولہ)

حق نے دیں دو دخترانِ مہروش ۔۔۔ یہ ہیں تارے چشمِ آصف جاہ کے
نور افشاں مصرعِ تاریخ ہے
چمکے ہیں دو ماہ چرخِ شاہ کے
۱۳۴۳ھ

قطعہ تاریخ

خدا نے شہ کو دو روشن گہر شہزادیاں بخشیں — عیاں دونوں کی پیشانی سے ہیں انوارِ مہر و مہ
ادب سے عرض کی تاریخ ہجری اوسکی گوہر نے — ہوئیں دو روز میں پیدا دو بنتِ با نصیب شہ

۳۳ ھ ۱۳

(ولہ)

اوس شہ با دل دریا دل کی سالگرہ ہی عقدہ کشا — دہر میں ہر جا سیل رواں ہی جسکے کرم کے قلزم کی
مصرعِ سالِ ہجری اوسکا گوھر نے عرض کیا — آج مبارک سالگرہ ہے آصفجاہِ ہفتم کی

۳۳ ھ ۱۳

(ولہ)

یہ جشن وہ ہے بہار اس میں جشنِ جم کی ہے — اسی کے فیض سے قسمت طرب کی چمکی ہے
ہوا جو فکر مجھے دل نے یوں کہی تاریخ — یہ رسمِ سالگرہ شاہِ باحشم کی ہے

۳۳ ھ ۱۳

(ولہ)

یاربؐ ترے کرم سے ملے عمرِ خضرؑ کی — اس فیض بخش خسروِ عالم پناہ کو
فصلی میں سالِ سالگرہ دل نے یوں کہا — عمدہ گرہ کا جشن مبارک ہو شاہ کو

۲۴ ف ۱۳

(ولہ)

آصفِ محتشم کی سالگرہ ہے — شاہِ دارا حشم کی سالگرہ ہے

عیسوی سال اوسکا تم کہو گوھر
خسروِ محترم کی سالگرہ ہے

۱۵ ع ۱۹

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ دادارے کہ دلہائے پاکاں ہمہ آویختۂ کنگرۂ محبتِ اوست و زبانہائے سینہ چاکاں معترفِ عجزِ ادراکِ حقیقتِ او، ایں ابجد خوانِ دبستانِ سخن رانی راچہ یارا کہ از عہدۂ گزارشِ آں بدر آید **رباعی**

در وادیِ توحیدِ خدائے اکبر
خاصاں چو گزشتن نتوانند از و
ادراکِ حقیقتش چہ کند نوعِ بشر
ایں راہ کند طے بچہ عنواں گوہر

و نعتِ سالارے کہ جلوۂ حسنِ سرمدی از وجہش پیداست و نورِ جمالِ احدی از جبہش ہویدا ایں طفلِ مکتبِ شیوا بیانی را زہرۂ کجا کہ شمۂ از شرحِ آں بنگارش در آرد **رباعی**

سلطانِ رسل کہ شاہِ ملکِ عرب است
گر پردۂ عین از میاں دور کنی
ایجادِ زمین و آسمان را سبب است
گوئی بعرب جلوہ نما نورِ رب است

سرِ مناقبِ آلِ اطہار و اصحاب کبارش داشتن نقش بر آب نگاشتن است و بحر را سراب انگاشتن **رباعی**

آل و اصحابِ حضرتِ شاہِ امم
مستحکم کاخِ دین و ایمان زیشاں
برتر ز ہمہ نزدِ خدائے اکرم
بنیانِ اصولِ حق از ایشاں محکم

اما بعد محمد منور فاروقی المتخلص بہ گوہرؔ ابن حضرت مولوی محمد عبد الغنی خان بہادر مغفور بر خاطرِ خورشید نظائرِ نکتہ سرایانِ معنی پرور و دقیقہ سنجانِ سخن گستر واضح میسازد و شاہدِ مطلب را از غازۂ اظہار بر رو می کشد کہ درین زمانِ سعادت نشان از دستیاری

بختِ کارسازِ خود این معنی در دل عاصی گزشت کہ بتقلیدِ سرآمد شعرائے فصیح اللسان پیشرو
قافلۂ بلند خیالان ہادی طریقِ نزاکت انگیزی ملا نورالدین ظہوری ترشیزی در تحریرِ رسالۂ
ہمچو گلزارِ ابراہیم کہ یکے از نثرِ ثلثۂ اوست پردازد و بناے آں بر مدحت عظمت
طویت عالی رتبت آصفِ سلیمان بارگاہ خسروِ آسمان پائیگاہ غرۂ ناصیۂ شوکت قرۂ باصرۂ
حشمت آفتاب علم برجبیں شیم دارائے فلک تخت کواکب خدم سلطانِ سکندر جاہ فریدوں حشم
مہرِ سپہرِ جاہ و جلال اخترِ برجِ دولت و اقبال بہار آرائے گلستانِ ارجمندی چمن طرازِ
روضۂ بخت بلندی درۃ التاجِ والیانِ زمن شہنشاہ عالیجاہ دکن اعلیٰحضرت قدر قدرت قوی
شوکت حضور پرنور مظفر الممالک مظفر الدولہ نظام الملک نظام الدولہ ہز ہائنس **نواب**
میر عثمان علیخاں بہادر فتح جنگ جی۔سی۔ایس۔آئی آصف جاہِ ہفتم سلطانِ دکن
مد ظلہ العالی المتعالی و خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و سلطنتہ باشد پس ایں خیال را باعثِ عز و وقار و موجبِ
ناز و افتخارِ خود دانستہ بہ ترتیبِ رسالۂ پرداختم و بہ اسمِ **شمائل عثمانی** موسوم ساختم
و حسبِ تفصیلِ ذیل آنرا بر ہفت فصل منقسم کردم۔

فصل اول در بیانِ حسن و جمالِ اعلیٰحضرت بندگانِ عالی متعالی **فصل دوم** در سخاوت
فصل سوم در شجاعت **فصل چہارم** در عدالت **فصل پنجم** در عقل و کیاست و فہم و
فراست **فصل ششم** در جاہ و حشمت و عز و مرتبت **فصل ہفتم** در کسبِ کمال و
قدر دانیٔ اہلِ علم بر اربابِ دانش و خبرت و اصحابِ فطنت و بصیرت پوشیدہ نماند کہ ہرچند کہ
ایں ہیچمدانِ ژولیدہ بیاں را با ظہوری ترشیزی کہ عزیزِ مصرِ سخن است و ملکِ معانی ملکِ
اوست در فضل و کمال و طرزِ مقال ہمان نسبت متحقق است کہ ذرہ را با مہرِ درخشاں یا قطرہ را
با دریاے عمان اما ازانجا کہ پیشِ ممدوحِ باوقارِ من ممدوح او را روز بازارے نیست اگر یک
غنچۂ ایں گلستان را نظر بر مضامینِ بہار آئینِ اوصافِ گرامیٔ ممدوحِ عظیم الشانِ خود غیرتِ
گلزارِ ابراہیم گویم بجاست و خود را بشرفِ نسبتِ مداحیِ بندگانعالی متعالی اگر رشکِ ظہوری

خوانم رواست ۔ اکنوں چشم از نصفت وعدالتِ خوانندگانِ این نامہ آنکہ اگر بود اے ع
کہ ہیچ نفسِ بشر خالی از خطا نبود ؛ سہوے از خامہ ام سر زدہ باشد بفحواے مصرع
بپوشش گر بخطاے رسی وطعنہ مزن ؛ قلمِ اصلاح بروے جاری خواہند فرمود و
چشم از خردہ گیری وعیب چینی خواہند دوخت ۔

فصلِ اوّل دربیانِ حسن وجمالِ بندگانِ عالی

حسن را اگرچہ از روزِ نخستین الی الآن روزِ بازارے بودہ است اما اکنون از ہمعنانی وہمعرانی
بندگانِ اعلیحضرت میر عثمان علی خاں بہادر مدظلہم العالی بہ ترقیاتِ روز بہ ممتاز است
ممدوح ما کہ سمیٔ محبوب کبریاست از حسنِ عالم افروزِ خود گویا بہشتی است کہ دریں عالم نشان دادہ
از ہجومِ نورِ جبینِ صفا آئینش آئینۂ سادہ رو غریقِ موجۂ چینِ پیشانی است وغواصِ بحرِ
حیرانی وبہ پرتو افگنیٔ عذارِ ضیا بارش خورشید وقمر را مایۂ درخشانی ۔ بلبل اگر تماشاے رخِ
رنگینش گراید ہواے نظارۂ گلشن از سر بدر آید وقمری چوں رعنائی سرو قامتش را بیند عشقِ
بالاے شمشاد از دل بر چیند گوہرِ شاہوار تا در سلکِ حلقہ بگوشانِ دُرِ دندانِ صفا پرورش
انسلاک یافتہ چنداں سرمایۂ آب وتاب بر گرفتہ کہ از لآلیٔ عقدِ ثریا رخ تافتہ یاقوتِ نار دوان
با لعلِ آبدار لبِ رنگینش تا دوچار گردیدہ زنگ از یاقوتِ زرد آفتاب پریدہ ۔ کاکلِ عنبر
سرشتِ مشک آگینش روکشِ نافۂ آہوے تتار وبہ صیدِ دلہاے مرغولہ مویانِ جہاں
دامیست گرہ دار ۔ ماہ را بچشمک زنیٔ عارضش ہماں سینہ چاکی در بر کہ کتان را بہ پرتوے آن
ومہر را از مواجہۂ لوحۂ ناصیہ اش ہماں تابناکی بردر کہ معدنیات را از تابشِ روی آن شمشاد
تا نہالِ عشقِ قدش در دل نہ نشانید معشوقِ قمری نگردید وگل تا از رنگ وبوی عارضش
داستانے نخواند بلبل را پیغامِ محبتش کہ رساند ۔ نظم

جمالِ او بخوبی انتخاب است	شہ ما در حسیناں لاجواب است

چو پیشه قلی آگهی نام او شد / زگردون تا بماهی رام او شد
سراپا هست شاهِ مه لقا نور / جبینِ انورش نور علی نور
معطر موجۂ کوثر جبینش / منور چون مه انور جبینش
خط و رویش مه او هالۂ او / بود این سبزه و آن لالۂ او
بهارِ عارضش را هر که بیند / گل از باغِ نشاطِ دهر چیند
بسر سودای زلفش گر در آید / سرِ فکرِ جهان از سر بر آید
کسے را گر گذا افتد بپاشش / شود طغرای آسایش بناشش

فصلِ دوم در سخاوت

فرخا شهریارِ دریا دل که والا همتانِ عالم را خدمتِ کلید برداری خزانۂ فیض بخشیٔ او سرمایۂ صدگونه نازد مرحبا خسروِ بادل که فیاضانِ جهان را پاسبانیٔ گنجِ سخاوتش باعثِ هزاران عز و امتیاز گویند که در زمانۂ ماضی شخصے از قبیلۂ بنی طی حاتم نام داشت و در بلند همتی شهرۂ آفاق بود اما بود اے این شعر مشهور

ترا دیده و حاتم را شنیده / شنیده کے بود مانندِ دیده

پیشِ جودِ سلطانِ دکن تذکرۂ او افسانه ایست از یادِ همگنان رفته سحابِ نیسان اگر از عمانِ فیضش نمے دریا بدامنِ عالم را پر از دریا دریا گوهرِ شاهوار گرداند و آفتابِ درخشان هرگاه از خورشیدِ نوالش کسبِ پرتوے کند جهان را از کوه کوه لعلِ آبدار مملو نماید پیشِ همتِ بلندش هنگامِ زرفشانی مهر کمتر از ذره و بمقابلۂ کفِ جودش عینِ گوهرباری بحر خردتر از قطره تا درِ نوالش کشاده بابِ سوال از جهان فراز گشت و تا شهرۂ سخایش در گوشِ خلایق افتاد هر محتاج بے نیاز گشت وعده اش را اصلا تقدم بر وفا نیست و زبانش هرگز با حرفِ لا آشنا نے سخاوت را با کفش همان اختلاط که شعله را

با مہرِ انور وعطارا با دستش ہماں ارتباط کہ نور را با قمر کوکبِ فیضش لفظ مفلس از دفترِ آفاق زدوده دکارِ نوالش حرفِ حاجت را از صفحۂ کائنات حک نموده بہ آبیاری عطایش مزرعِ آمال جہانیاں طراوت بارو بہ نسیمِ سخایش گلشنِ امیدِ عالمیان سرسبزی سرشار۔

نظم

فیضِ ہمنامیِ عثمانِ غنی — شاہ را ساختہ سلطانِ غنی

مخزنِ جود شہِ عثمان است — تازه دارِ چمنِ فیضان است

بحرِ عمانِ دلِ فیض آثارش — ابرِ نیساں کفِ گوہر بارش

مہرِ فیضش چو درخشاں گردید — شبِ افلاس گریزاں گردید

جوہر آرائے عطا گوہرِ او — گوہر افزائے سخا جوہرِ او

فصلِ سوم در شجاعت

طغرائے دارائی ملکِ شجاعت بنامش مسلم است و نگینِ سالاری اقلیمِ شہامت را دستش خاتم ہمتِ بزدلاں از دستیاری جرأتش پنجہ در پنجۂ شیرافگن و جرأتِ ضعیف جگراں بہ یاری ہمتش عاجز کنِ رستمِ فیلتن کمین چاکرش مقدمتہ الجیشِ افواجِ شجاعت پروری و کمترین بندہ سپہ سالارِ عساکرِ دلاوری اگر وقتِ غضب کفِ خود را بہ خنجرِ سپارد جلادِ فلک تیغ از دستِ خودش گذارد و اگر یک نگاہِ قہر بروی انداز دشیرِ ژیاں جگر بازو حسامش عروسے است در حجلۂ نیامِ قضا نشستہ و شمشیرش شاہد لیست نگار از خونِ اعدا بستہ قضا تا شاگردیش نہ ورزید قدر انداز نگردید و قدر تا قبضہ از دستش نگرفت از قضا تیر یکہ از کمانِ او بدر جست بر آماجگاه نشست وصفِ شجاعتش جوہر افزای تیغِ زبان و ذکرِ بسالتش صیقل ساز ذو الفقارِ لسان کرا مجال کہ بہمسری سمیِ شیرِ خدا گراید و کرا طاقت کہ خود را برابرِ ہمنامِ اسد اللہ الغالب داند۔

نظم

یلان را دل بلرزد تن بلرزد — ز قهر شاه شیر افگن بلرزد
عدیل شاه رستم هم نباشد — سمی شیر حق رستم نباشد
قضا نام حسام پر حسام او — بود زهر اجل آب دم او
نهاد برق خاطف خنجرش را — فدا جانهای اعدا جوهرش را
عیان از نام او شان شجاعت — منور جوهر جان شجاعت

فصل چهارم در عدالت

عدالت را بوجود با جودش تا زمو فور است و انصاف را بذات فیض آیات او هزاران غرور با صیت عدالتش در عالم افتاد چرخ ستم ایجاد ترک جفا کاری خود نموده داد داد گستری داد بعهد فرخنده مهد ممدوح آنقدر اتحاد در امزجهٔ جهانیان رو داده که معشوقان عاشق آزار دام محبت سودائیان خود گرفتار و خوبان طرح ظلم افگن از باغ مهر و ترحم گل بدامن تیر غمزه حسینان را تیزی نیست تا جگر دوزی دل دادگان نکند و تیغ عشوهٔ نازنینان را آب و تاب نے تا جانبازان عشق را نکشد بجرم آزردن دل بلبلان گل را خار در دامن و به پاداش ستم بر قمریان روا داشتن سرو را حکم به یک پا استادن همچنانکه نادر و چنگیز خان بجور و ستم در عالم کوس شهرت نواختند بهمان منوال اعلیحضرت بندگان عالی علم معدلت افراختند۔

نظم

شه ما عدالت مآب آمده — زحق رحمت لاجواب آمده
عدیم است در عدل همتای او — علم در جهان عدل والای او
سبق بر د از عادلان جهان — شنیدیم از عاقلان جهان
بدورش فلک عدل کوشی کند — بهم شیر و بز آب نوشی کند

جهان از غم و درد آزاد شد	که بر باد بنیادِ بیداد شد
از و هست پاینده بنیانِ عدل	بدو تازگی یافت بستانِ عدل

فصلِ پنجم در عقل و کیاست و فهم و فراست

فلاطون ابجد خوانِ دبستانِ فراستِ اوست و ارسطو خوشه چینِ خرمنِ کیاستِ او خردِ نکته پرورش فرهنگ آموزِ اهلِ فرنگ و پیشِ عقلِ همه دانش عقلاے روزگار رنگ ذہن و ذکائش نه بجدلیست که کسے بمیزانِ بیان سنجد وجودتش نه بمثابه که درحیطهٔ تحریر گنجد رسائی طبیعتش گوئے سبق از آہوے میدان می برد و بر نگاهِ شوخ چشمان خنده ها می زند تا ناخنِ فکرش آنقدر تیز که بیک طرفة العین صد ها عقدهٔ لاینحل برکشاید و پیشِ برق رفتاری سمندِ فهمِ او اسپِ بادپای اوهامِ روشن ضمیران از پا در آید۔

نظم

در ادب گاهِ عقلِ سلطانی	درس گیرد معلمِ ثانی
نیرِ اعظمے است رائے او	عالمے روشن از ضیائے او
بر درِ دانشِ شهِ امجد	می نهد روئے عجز پیرِ خرد
شاهدِ نظمِ ملک غازه گرفت	سلطنت انتظامِ تازه گرفت
بر سرِ شه رسید افسرِ عقل	بارک الله عروجِ اخترِ عقل

فصلِ ششم در جاه و حشمت و عز و مرتبت

زہے دارائے سکندر صولت که دارا را از دربانیِ درِ دولتش دارائی ملکِ حشمت بنام و حبذا سلطانِ سلیمان رتبت که در بارگاهِ خاقین سجده گاهش صد همچو خسرو و هزار مثلِ فریدون غلام آفتاب تا از اکلیلِ طلا کارِ قمر نثارش اقتباسِ نور نکرد هنگامه افروزِ عالم نگردید و فلک تا از فرقِ عجز و نیاز خود را پا انداز نساخت باین رفعت و بلندی نرسید و هر که غبارِ آستانش

برجبین نشانیداز فرقش اختر اقبال ومیدتجر عظمتش را دریاے عمان قطرهٔ الیست وممهر رفعتش را خورشید تاباں ذرهٔ بوئی فلک رقاصهٔ بزم عشرت زاے اوست و دبیر گردوں منشئ دارالانشاے ادا سپیش چوں فکر روشن دلاں تیز رفتار و فیلش کوهِ تمکین و فلک وقار قضا مطیع فرمان و اجب الاذعان اوست وقدر منقاد حکم عالیشان او۔

منظم

فلک رتبه ایں آصف ہفتم است	رخ انورش غیرت انجم است
زمینش برفعت فلک را جواب	جبینش به طلعت بود آفتاب
ارم لاله زار گلستان او	زہے نوبہار گلستانِ او
فدایش دلِ فتح و جانِ ظفر	وعایش بود دلستان اثر
بود دولت از جبه سایان یکے	بود حشمت از دله خواران یکے

فصل ہفتم درکسب کمال وقدردانی اہل علم

باوصف کثرت مشاغل جہانبانی اعلیحضرت درکسب کمال جدوجهد موفور بکار می برند وبا وجود ہجوم امور مملکت رانی بندگانعالی در ذخیره اندوزی معلومات علمی مصروف می باشند بنابریں حیدرآباد فرخنده بنیاد مدار مشاہیر علماے روزگار گشته وبهمیں جهت دکن رشک چمن مرجع اکابر فضلاے بنادر وامصار گشته۔ علاوه بریں قدردانی شاه ہنرپرور باعث فراہم آمدن علماے نامدار می باشد وجوہرشناسی خسرو عالی گوہر موجب اجتماع فضلاے بلند وقار می باشد دریں زمانِ سعادت نشان ماہرانِ ہر علم وفن بکامیابی ہاے گوناگون سرفراز ودریں عہد میمنت اقتران شاعرانِ شیریں سخن بترقیات روزافزوں ممتاز۔ ؎

ز شمع لطف توای شاه قدردان سخن	بود دریں ضیا بزم ماہران سخن
طفیل حسن متاع حمایت عالی	فزود رونق وارائش دکان سخن
باہتزاز نسیم عنایت شاہی	چمن چمن شده شاداب بستان سخن

بذوقِ مدح سرائی قدردانی تو
ترانہ سنج لبِ معنی و زبانِ سخن

بفیضِ مدحتِ قدرِ بلند تو شاہا
زمینِ شعر شد است اینک آسمانِ سخن

المختصر زبانِ عبودیت ترجمان در گذارشِ توصیفِ اوصافِ حمیدۂ سلطانِ فرخ خصال لال است و از کلک ارادت سلکِ نگارشِ تعریفِ اخلاقِ پسندیدۂ خاقانِ بلند اقبال محال است لہذا گوہر ہیچمدان مُہرِ سکوت بر دہان می زند و بہ آبیاری سحابِ دعا گلستانِ اجابت را سرسبز و خندان میسازد۔

نظم

بارگاہت مامنِ عشرت صد و سی سال باد
بہرِ تو ہر روز شاہا غرۂ شوال باد

فخرِ پابوسِ تو یابد تختِ شاہی عمرہا
سالہا زیرِ نگینت خاتمِ اقبال باد

ملک و مال و آل و اقبال توای شاہِ دکن
بیشمار و وافر و بسیار و مالامال باد

در گلستانِ جہان قلبِ ہواخواہت مدام
خندہ زن چون گل ز رنج و ہر فارغبال باد

دشمنِ بدخواہِ تو مانند شکار درد و غم
تنگدل چون غنچہ مثلِ خار و خس پامال باد

تمت

بالخیر

7th June, 1913.

Moulvi Mohammed Munawar Sahib Bahadur Gawhar, Great Grand-son of H. H. Nawab Azam Jah, second Nawab of the Carnatic, has been in virtue of his talents and character, deputed by the Carnatic Family of Madras to represent them in the Court and Capital of H. H. the Nizam.

I am directed by Huzur-e-Prince of Arcot to hereby announce that he very much appreciates the choice as having fallen upon the right man.

He wishes him every success.

(By order,)

AZUM HUSAIN KHAN SAHIB,

Private Secretary to the Prince of Arcot.

(True copy,)

MOHAMED MUNAWAR KHAN, "GAWHAR,"

24th September, 1915.